



لاہور
دختران اسلام
ماہنامہ
مئی 2018ء

استغفار اور توبہ میں فرق

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

روزے کا مقصد تزکیہ نفس ہے

یکم مئی خواتین مزدوروں کی حالت زار



منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام
5 روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کا انعقاد

MQI at the United Nations CSW Conference 2018

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام تنظیمی و تربیتی کیمپ، 2018ء



زیر سرپرستی
بیگم رفعت حسین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

خواتین میں بیداری، شعور و آگہی کیلئے کوشش
لاہور
دخترانِ اسلام

جلد: 25 شماره: 5 مہینہ: رمضان 1439ھ / مئی 2018ء

فہرست

ایڈیٹر
ام حبیبہ

ڈپٹی
ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرح اقبال، ڈاکٹر سعیدہ نصر اللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعیدی
افغان باہر، مسز رافت علی

رائٹرز فورم

مسز راضیہ نوید، آسیہ سیف
ہانیہ ملک، ہادیہ ثاقب، سمیعہ اسلام
مومنہ ملک، جویریہ سحرش

کمپیوٹر آپریٹر: نجما شفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام — فوٹو گرافی: تاضی محمود الاسلام

4	(اک ذرا صبر کہ جبر کے دن ٹھوڑے ہیں.....)	اداریہ
5	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	استغفار اور توبہ میں فرق قرآنِ اسلام
10	نور اللہ صدیقی	خواتین مزدوروں کی حالت زار تحقیق: حفصہ حسین
13	عائشہ باہر	پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری بلخار
16	عابدہ قاسم	15 مئی خاندان کا عالمی دن
19	ردا ملک	رمضان المبارک صفائے قلب و باطن کا اہم ذریعہ
23	مرتبہ: ماریہ عروج	آجائز قلم (کتاب فلسفہ صوم)
27	مرتبہ: ادیبہ شہزادی	(معمولات و طائفہ رمضان) گلدرت
28	رپورٹ	منہاج القرآن دہلیمن لیگ کے زیر اہتمام سی۔سی وزینٹی ٹیپ
32	MQI at the United Nations CSW Conference 2018	

ڈیزائننگ: آنسلیٹا لیکچر ڈسٹریکٹ ایجوکیشن، لاہور۔ 15 مارچ 2018ء، مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ، 12 مارچ

پرنٹنگ: آرڈر آر ایچ ڈی، ڈرافٹنگ: ایم سی بی، بک لیمپریٹ منہاج القرآن، برانچ: اکوٹ نمبر 01970014583203، ڈال ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ
35/- روپے
سالانہ خریداری
350/- روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 042-5169111-3 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail: sisters@minhaj.org

﴿فرمان الہی﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ .
أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ط فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ
لَهُ ط وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ .
(البقرہ، ۲: ۱۸۳، ۱۸۴)

”اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے
فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض
کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (یہ) گنتی کے
چند دن (ہیں) پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر
پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری
کر لے، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے
ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی
اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو وہ اس کے لیے
بہتر ہے، اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لیے بہتر
ہے اگر تمہیں سمجھ ہو۔“

(ترجمہ عرفان القرآن)

﴿فرمان نبوی ﷺ﴾

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ص عَنْ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ
الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ
غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ
لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ
يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے

ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک
دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن
روزہ دار اس میں سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا
اس دروازہ سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا:
کہاں ہیں روزہ دار؟ پس وہ کھڑے ہوں گے، ان
کے علاوہ اس میں سے کوئی اور داخل نہیں ہو سکے گا۔
جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے
گا، پھر کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا۔“

(ماخوذ منہاج السنوی من الحدیث النبوی، ص: ۲۳۲)

تعبیر

قائد اعظمؒ

ہمارے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کا نسخہ ہونا چاہئے اور اسے اپنا عالم خود بننا چاہئے (قرآن سے صحیح ہدایت حاصل کر کے) لہذا اسلام محض روحانی عقائد اور ایمان یا رسومات تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ ہے جو پورے مسلم معاشرے کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کو اپنے اصولوں پر کار بند کرتا ہے

(عید کا پیغام 8 ستمبر 1945ء)

خواب

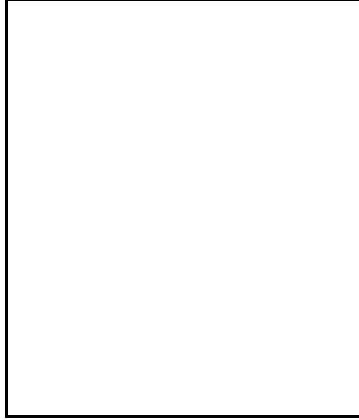
علامہ اقبالؒ

خود کے زور سے دنیا پہ چھا جا
مقام رنگ و بو کا راز پا جا
برنگ بجز ساحل آشکارہ
کف ساحل سے دامن کھینچتا جا

(کلیات اقبال، بال جبریل، ص: ۶۸۴)

تکمیل

شیخ الاسلام مدظلہ



رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ نفس کو روندنے اور روح کو تقویت فراہم کرنے کا بہترین موقع ہے۔ رب کائنات روح انسانی کو مضبوط اور نفس انسانی کو روح کے تابع کرنے کے لیے روزہ اور قیام اللیل کی صورت میں اسباب خود عطا فرماتا ہے۔ نفس انسانی ہمہ وقت مختلف حیلوں، بہانوں سے روح انسانی کو احسن تقویم کی بلند یوں سے ”اسفل سافلین“ کی پستیوں میں دھکیلنے کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔ نفس کے بے لگام گھوڑے کو قابو لانے کے لیے نفس، اس کی ماہیت، افعال نفس اور ان کے اسباب سے آگاہی لازم ہے تاکہ موثر طور پر ان اسباب پر احاطہ کرتے ہوئے رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں سے بہرہ یاب ہو کر روح انسانی کو نفس پر غالب کیا جاسکے۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ماہنامہ منہاج القرآن

اکتوبر 2004ء، ص: ۶)

8 اپریل 2018ء کے دن شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء نے چیف جسٹس سپریم کورٹ سے اپیل کی کہ انہیں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے انصاف دلویا جائے جس پر چیف جسٹس آف سپریم کورٹ نے فوری نوٹس لینے ہوئے انصاف میں تاخیر کی رپورٹ طلب کی، چیف جسٹس کے نوٹس لینے کے بعد سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کو روزانہ کی بنیاد پر سنا جا رہا ہے، اگر اسی رفتار سے کیس کی سماعت آگے بڑھتی رہی تو بہت جلد اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا، 17 جون 2014ء کا دن عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان پر ہی بھاری نہیں تھا بلکہ پوری قوم اس سانحہ پر مغموم تھی کیونکہ وہ ریاستی ادارہ پولیس جسے عوام کے خون پسینے کے ٹیکسوں کی کمائی سے بندوقیں اور گولیاں اس لیے خرید کر دی گئی تھیں کہ وہ عوام کے جان و مال کو محفوظ بنائیں گے مگر پاکستان کی جمہوری تاریخ میں پہلی بار یہ دلدوز منظر دیکھا گیا کہ اسی پولیس نے اپنے ہی عوام پر فائر کھولا، 100 لوگوں کو گولیاں ماریں، 14 کو موقع پر شہید کر دیا، شہید ہونے والوں میں تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ بھی شامل تھیں، تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے گھر کے دروازے کے سامنے ہتی کھڑی تھیں اور پولیس اہلکار جنہیں انسان کہتے ہوئے شرم آتی ہے درندے بنے ہوئے تھے اور انہوں نے پہلے خواتین پر تشدد کیا اور پھر براہ راست گولیاں برس کر دو کو موقع پر شہید کر دیا، پولیس کی وردی میں جن درندوں نے قوم کی بیٹیوں کو چھلنی کیا اگر ان کا کوئی خاندان ہوتا اور وہ انسانی معاشرے کا حصہ ہوتے یا ان کی کوئی اخلاقی تربیت ہوئی ہوتی تو وہ بہنوں، بیٹیوں کی عزت و تکریم سے ضرور واقف ہوتے، ان کا عمل یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ انسان کے روپ میں درندے اور حیوان ہیں، ان کا اسلام تو کیا انسانیت سے بھی کبھی دور کا واسطہ نہیں رہا، انسداد دہشتگردی کی عدالت میں ایک موقع پر شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی طرف سے وکلاء نے ایک اہم نکتہ پر بحث کی، سوال کیا گیا کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ وقت کے حکمران سانحہ میں ملوث ہیں تو اس حوالے سے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے وکیل رائے بشیر احمد ایڈووکیٹ نے ایک تاریخی بات کی کہ پوری دنیا کے مسلمان یزید کو اہل بیت کے قاتل کے طور پر لعن طعن کرتے ہیں اور یزید ملعون کو مقدس خون بہانے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں جبکہ یزید اہل بیت کو شہید کیے جانے کے وقت موقع پر موجود نہیں تھا، انہوں نے اپنی بحث کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ دو حوالوں سے یزید اہل بیعت کی توہین کے باعث ذمہ ٹھہرایا جاتا ہے (1) اس کی سلطنت کے اندر تاریخ عالم کا یہ اذیت ناک اور روح فرسا سانحہ پیش آیا جسے اس نے نہیں روکا حالانکہ امام عالی مقامؑ کی آمد کی خبر اسے ہو چکی تھی (2) واقعہ کربلا کے بعد یزید نے اہل بیت کی شہادتوں کے ذمہ دار ریاستی عہدیداروں کو انعام و اکرام اور عہدوں سے نوازا، انہیں ترقیاں دیں، ان کی مراعات بڑھائیں اور سانحہ کربلا کے بعد اس کے جملہ اقدامات یہ ثابت کرنے کیلئے کافی تھے کہ سانحہ کربلا اس کی مرضی و منشاء کے مطابق رونما ہوا۔ رائے بشیر احمد ایڈووکیٹ نے کہا کہ ایک لمحہ کیلئے یہ بات مان بھی لی جائے کہ شریف برادران کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا علم بعد میں ہوا تو پھر سانحہ میں ملوث افسران، اہلکاروں کو سزائیں دینے کی بجائے ان کو ترقیاں کیوں دی گئیں؟ ان کی مراعات کیوں بڑھائی گئیں؟ اور آج کے دن تک ان کا تحفظ کیوں کیا گیا؟ اہمیت نہ ہونے کے باوجود انہیں سفیر کے عہدوں سے کیوں نوازا گیا؟ انشاء اللہ اب وہ وقت قریب ہے جب سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتل اپنے عبرتناک انجام سے دو چار ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

استغفار اور توبہ میں فرق

”اور تم اپنے رب سے مغفرت مانگو، پھر اس کے حضور (صدق دل سے) توبہ کرو
بے شک میرا رب نہایت مہربان اور محبت فرمانے والا ہے“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مترجم: نازیہ عبدالستار

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ
وَدُودٌ. (ہود، ۱۱: ۹۰)

”اور تم اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اس کے
حضور (صدق دل سے) توبہ کرو، بے شک میرا رب نہایت
مہربان محبت فرمانے والا ہے۔“

ان چاروں آیت مبارکہ میں دو حکم آئے ہیں پہلا
حکم استغفار کا ہے اور دوسرا توبہ کا ہے۔ ہم اپنے معمول میں توبہ
استغفار اٹھا بول دیتے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں تصور یہ ہوتا
ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں حقیقت یہ ہے کہ
استغفار پہلا اور توبہ اسی عمل کے اندر دوسرا قدم ہے۔ جب
انسان گناہ کرتا ہے پھر وہ توبہ کی طرف راغب ہوتا ہے یہ مراحل
ہیں ورنہ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے اور اسے اپنے ڈوبنے کا
شعور بھی نہیں ہو۔ گناہ کرنے کے بعد آدمی ترتیب کے ساتھ
استغفار اور پھر توبہ کرتا ہے تو یہ اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے۔

اقسام توبہ:

جب بندہ توبہ کرتا ہے تو وہ ایک نہیں تین قسموں کی
توبہ ہوتی ہے۔ بندے کی توبہ درمیان میں ہوتی ہے اس کے
آگے پیچھے دو قسموں کی توبہ اور ہوتی ہے۔ پہلی اور آخری توبہ
نے بندے کو اپنے دائرے میں گھیرا ہوتا ہے۔ وہ اللہ رب
العزت کی توبہ ہے جب بندے کی توبہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس
سے مراد توبہ کرنے والا۔ جب اللہ کی توبہ کا ذکر ہے اس کا

یہ خطاب استغفار اور توبہ میں فرق، اس کے انسانی
زندگی پر اثرات اور اس سے روحانی طور پر حاصل ہونے والے ثمرات
سے متعلق ہے۔ سورہ ہود میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَإِنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَتَاعًا حَسَنًا. (ہود، ۱۱: ۳)

”اور یہ کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر
تم اس کے حضور (صدق دل سے) توبہ کرو وہ تمہیں وقت معین
تک اچھی متاع سے لطف اندوز رکھے گا۔“

اس آیت میں دونوں چیزوں کو واضح طور پر الگ
کر دیا گیا ہے جب تم استغفار اور اللہ کی طرف توبہ بھی کرو گے
تو اللہ تمہیں آخرت کا بہت اچھا سامان عطا فرمائے گا مزید سورہ
ہود میں سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. (ہود، ۱۱: ۵۲)

”وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا۔“

سورہ ہود میں حضرت صالح علیہ السلام کا ارشاد
بیان کیا گیا ہے انہوں نے اپنی قوم کو نصیحت کی:

فَاسْتَغْفِرُوا لَهُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيمٌ
مُّجِيبٌ. (ہود، ۱۱: ۶۱)

”سو تم اس سے معافی مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔
بے شک میرا رب قریب ہے دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔“
سیدنا شعیب علیہ السلام کی زبان سے کہلویا۔

مطلب بندے کی توبہ قبول فرمانے والا۔

ہو جائیں گے۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام یہ کہہ کر استغفار اور توبہ کو جمع کیا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا اب ہم تیری طرف راجع، راغب اور تائب ہیں تجھ سے بخشش و مغفرت مانگتے ہیں اگر تو نے بخشش و مغفرت اور رحمت ہم پر کردی تو ہم ظالم نہیں رہیں گے اور آخر میں عرض کیا کہ اگر تو نے اپنی بخشش و رحمت نہ فرمائی پھر ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

اسی طرح سورۃ توبہ میں تین طرح کی توبہ جمع ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. (التوبة، ۹: ۱۱۸)

”بے شک اللہ ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، نہایت مہربان ہے۔“

جنہوں نے گناہ کئے اور گناہ کرنے کے بعد مایوس ہو گئے تو انہیں احساس ہوا کہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے چھٹکارے، نجات اور فلاح کا کوئی راستہ نہیں یعنی گناہ کرنے کے بعد اللہ کی بخشش پر مایوس ہونا یہ گناہ سے بھی بڑا گناہ ہے اور مایوسی اس کو تائب نہیں ہونے دیتی اس وقت اللہ نے ان پر توبہ فرمائی۔

اس کا مطلب ہوا اللہ نے ان کی طرف رجوع فرمایا تاکہ یہ گناہ گار بندے اللہ کے حضور توبہ کریں اس کو ہدایت التوفیق اور ہدایت التہلیل بھی کہتے ہیں کہ بندے پر توبہ کرنا آسان کر دیا۔ بندہ غفلت کی نیند سویا ہوا تھا جاگ نہیں رہا تھا۔ اسے اپنے گناہ کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ کتنا ہیبت ناک تھا جو اس کی آخرت کو کتنا تباہ کر دے گا، اس کا دل کتنا سیاہ ہوتا جا رہا ہے۔

گناہ کے اثرات:

گناہ کرنے کے بعد بندہ محسوس کرے کہ میرے اندر عبادت کی رغبت نہیں رہی وہ عبادت سے جی چرا رہا ہے اور اگر عبادت کرتا بھی ہے تو لذت نہیں ملتی۔ جو نبی بندہ یہ محسوس

گناہ اتنا بڑا ظلم نہیں لیکن گناہ کر کے توبہ نہ کرنا زیادہ بڑا ظلم ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو فرشتوں کی خلقت سے مختلف بنایا ہے اس کی خلقت میں گنجائش تھی کہ اس سے خطا ہو سکتی ہے اگر اسے گناہ سے پاک بنانا ہوتا تو اسے انسان کی بجائے فرشتہ بنا دیتا اس لیے اللہ بھی بندے سے یہ توقع نہیں کرتا کہ اس سے نہ کبھی گناہ سرزد نہیں ہوگا اگر کوئی خطا سرزد ہو تو وہ فوری اس گناہ پر شرمندگی اختیار کرے، اب اگر اس سے نادم ہو اور گناہ کے چھوڑ دینے کا عزم کر لے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کو ظالم کہا گیا ہے جیسا کہ سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ.

”اور جس نے توبہ نہیں کی سو وہی لوگ ظالم

ہیں۔“ (الحجرات، ۱۱: ۴۹)

یعنی گناہ کا لفظ محصیت، نافرمانی اور ظلم کے لیے استعمال ہوا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جو گناہ کر بیٹھے ہیں اور میری طرف رجوع نہیں کرتے درحقیقت وہی ظالم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے تائب کو ایک طرف کھڑا کر دیا اور ظالم کو جدا کر کے دوسری طرف کھڑا کر دیا وہ گناہ کرنے والا جو نبی اس نے توبہ کی وہ ظالم نہ رہا۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ کلمات سکھائے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. (الاعراف، ۷: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ تو نے ہمیں جس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا ہم وہ کھا بیٹھے۔ اگر تو ہمیں بخشش کے پردے سے نہ ڈھانپے، اپنی رحمت کے پانی سے نہ دھوئے تو ہم نقصان اٹھانے والے

کبھی دل صحت مند کبھی مریض اور کبھی مردہ ہوتا ہے۔
حتیٰ کہ بے چینی ہونا بند ہوگئی تو دل مردہ ہو گیا تو

استغفار اور توبہ میں فرق:

اللہ نے جس کام کو کرنے کا حکم فرمایا اس کو نہ کرنا گناہ ہے۔ ہر وہ شے جس کو اللہ پاک نے چھوڑنے کا حکم دیا اس کو نہ چھوڑنا گناہ ہے۔ امر و نہی دو چیزیں اس مرتبہ میں ہیں لہذا گناہ کبھی بڑا اور کبھی چھوٹا ہوتا ہے بڑا ہو تو کبائر میں آتا ہے۔ چھوٹا ہے تو صغائر میں آتا ہے۔ گناہ کے بعد اللہ سے معافی مانگنے کو استغفار کہتے ہیں۔

معافی مانگنا یہ ہے کہ زبان سے کلمہ معافی طلب کرنا، دل سے اس پر نادم ہونا اور بدن سے عملاً چھوڑ دینا یہ استغفار کے تین درجے ہیں۔ یہ تین جزو ملیں تو کاملاً استغفار بنتا ہے۔ عامۃ الناس کثرت گناہ کے بعد توبہ کرتے ہیں۔ جبکہ مومن کی توبہ یہ ہے کہ ہر لمحہ اللہ کی طرف راغب، راجع اور تابع رہتا ہے۔ توبہ دراصل ایک دائمی کیفیت ہے۔

اگر گناہ سے شرمندہ ہوئے اور گناہ سے جدا ہو گئے تو استغفار ہوا۔ استغفار یہ ہے کہ صرف دروازے پر کھڑے ہیں معافی مانگ لی اور گناہ کو چھوڑ دیا۔ جب کہ توبہ یہ ہے کہ جیسے گناہ کیا تھا اب شرمندہ ہو کر چھوڑ دیا ہے ویسے اللہ کی بندگی کی طرف پلٹ گئے۔ اس رجوع کو توبہ کہتے ہیں۔ گناہ چھوڑنے کو توبہ نہیں کہتے۔ گناہ سے معافی مانگنا توبہ نہیں یہ استغفار ہے۔ نیکی، اطاعت اور تقویٰ کی طرف پلٹ جانے کو توبہ کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت کے کرم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے وہ کتنا رحیم کریم اور تواب ہے کہ بندہ گناہ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ گناہ کے بعد نہ گناہ کا نقصان رہے بلکہ نفع میں بھی چلے جائے۔ جیسے موٹر سائیکل چلاتے ہوئے ہیلمٹ پہنتے ہیں اس کو عربی میں مغفر کہتے ہیں۔ مغفر، مغفرت اور غفر سے ہے۔

گناہ سے معافی مانگ کر مغفر تو پھر لیا مگر شیطان

کرے تو اپنی فوری گرفت کرے اور سمجھے کہ کچھ سرزد ہو گیا ہے۔ اگر فرق نہیں محسوس کرتا تو دو باتیں ہیں یا تقویٰ، پرہیزگاری، اہل استقامت بھی اپنے اعمال کو کم درجہ دیکھتے ہیں پھر توبہ کرتے ہیں تاکہ درجہ بلند ہو۔ پس استقامت ہے یا معصیت ہے۔ اب استقامت کا بلند درجہ بہت کم نصیب ہوتا ہے۔ عامۃ الناس کا حال معصیت اور غفلت کا ہوتا ہے۔ گناہگاری، نافرمانی اور غفلت ساتھ جڑ جاتی ہیں۔ آدمی اس بہاؤ میں بہتا چلا جاتا ہے وہ اپنے کاموں میں لگا رہتا ہے وہ اپنے عمل کا روحانی ٹمپرینچر چیک نہیں کرتا۔ ٹمپرینچر چیک کا طریقہ بہت آسان بتا دیا۔ کسی کے پاس جا کر پوچھنے کی ضرورت نہیں ہر شخص کے پاس inbuilt تھرما میٹر ہے اگر نماز پڑھتے ہوئے اس میں لذت حلاوت، دلجمعی، خشوع و خضوع میں ہے تو اللہ کا شکر ادا کریں۔ اگر کم ہے تو بیدار ہو جائیں اور کچھ ہو گیا ہے۔

اگر ہمیں چھوٹا سا عارضہ بھی لاحق ہوتا ہے تو فوری اس کا نوٹس لیتے ہیں لہذا جس طرح ہم جسمانی تکالیف سے لاپرواہ نہیں ہوتے اس طرح روحانی عوارض سے آگاہ رہنا چاہئے۔ یہ ابتدائی حالت ہے جب آدمی گناہ سے تابع نہیں ہوتا تو اس کے اثرات ہوتے ہیں تو غفلت اور بڑھتی ہے تو عمل چھوٹ جاتا ہے۔ نماز چھوٹ جاتی ہے پہلے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ نماز چھوٹ جائے اگر چھوٹ جاتی سکون ہی نہیں آتا تھا۔ پریشان ہوتے کہ میری نماز رہ گئی۔ اب نماز چھوٹ جائے تو بے چینی بھی نہیں ہوتی اس کا مطلب گناہ کے اثرات بڑھ رہے ہیں۔

اس کو سلوک و تصوف کی اصطلاح میں ترک اطاعت بھی کہتے ہیں کہ اگر نیکی کا عمل ترک ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے گناہ، معصیت اور نافرمانیوں نے اپنا اثر کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ بڑھ رہا ہے، دل سیاہ ہو رہا ہے۔ گویا کہ دل مردہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے دل صحت مند تھا۔ ہر وقت اطاعت میں خوشی ہوتی تھی۔ جوں جوں اطاعت کی لذت کم ہوتی گئی۔ دل بیمار ہوتا چلا گیا۔ گناہ پر شرمندگی اور بے چینی کم ہوتی گئی تو دل اور بیمار ہوتا چلا گیا۔

پر حملہ نہ کر سکے مگر جب توبہ کی گویا تو شیطان پر حملہ کر دیا۔

پس اللہ چاہتا ہے کہ ایسے کمزور نہ بنو کہ شیطان ہی تم پر حملہ کرتا رہے۔ معافی مانگ کر اس نقصان کا ازالہ ہی کرتے رہو اس طرح تو شیطان چڑھائی کرتا رہے گا۔ بلکہ شیطان پر حملہ کرنے والے بھی بنو۔ استغفار اس طرح ہے جیسے ہاکی یا فٹ بال کھیلتے ہیں۔ ایک ٹیم کے اوپر ایک طاقتور ٹیم کا ہر وقت پریش رہتا ہے۔ باسنگ میں بھی ایسا ہوتا ہے دو باکسر لڑتے ہیں ایک طاقتور اور دوسرا کمزور ہے اور طاقتور ہر وقت حملہ کرنے کی تلاش میں ہے۔ کمزور صرف رنگ کے ساتھ لگ کر دفع ہی کرتا رہتا ہے۔ وہ اس کے حلقے میں آکر حملہ کرتا رہتا ہے۔ ہاکی میں کمزور ٹیم پر پریش رہتا ہے جو دفاع کرتے رہتے ہیں یہ استغفار ہے۔ توبہ یہ ہے کہ پریش بڑھا کر شیطان پر حملہ آور ہونا۔ شیطان پر حملہ کیا ہے؟ نیکی کرنا، سجدے میں گر جانا، عبادت کر لینا، نوافل پڑھ لینا، سجدہ ریز ہو جانا، اطاعت اختیار کر لینا، گناہوں کو چھوڑ کر عبادت کی زندگی میں آ جانا، وعدہ وفائی کرنا، سخاوت کرنا، دوسرے سے بھلائی کرنا۔ جب نیکیوں کا عمل شروع کر دیا تو بندے نے شیطان پر پریش قائم کر لیا۔

توبہ بندے کو طاقتور کرتی ہے۔ کثرت کے ساتھ استغفار توبہ کریں تاکہ نیکی میں اضافہ اور اللہ کی قربت نصیب ہو۔

توبہ نصوح کا معنی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا.
”اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور رجوع کامل سے خالص توبہ کر لو“۔ (التحریم، ۶۶: ۸)

نصوح، ناصح سے ہے اسی سے نصیحت بھی ہے۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے شکور اور صبور اسی طرح نصوح ہے جس کا مطلب ہے صاف ستھرا ہو جانا بالکل خالص ہونا کوئی میل کچیل و ملاوٹ نہ رہے اس کو نصوح کہتے ہیں۔

اس آیت کی تعریف حضرت فاروق اعظمؓ نے کی، فرمایا:

التوبة النصوح: ان يتوب من الذنب ثم لا يعود فيه، اولاد يعود فيه. (ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۸: ۱۶۸)

”ملاوٹ سے پاک توبہ یہ ہے کہ بندہ گناہ سے ایسی توبہ کرے پھر اس کی طرف پلٹ نہ سکے یا اس کو لوٹایا نہ جاسکے جیسے ماں کا دودھ سینے سے آتا ہے جو دودھ آجاتا ہے وہ پلٹ نہیں سکتا“۔ مثلاً جب جانوروں سے دودھ دھوتے ہیں جانوروں نے چارا کھایا تھا خوراک تو فیلڈ سے آئی تھی جو کسان نے اگائی تھی اب دودھ بن گیا اب پلٹ کے دودھ چارا نہیں بن سکتا۔

توبہ النصوح یہ ہے کہ بندہ نیکیوں کی طرف اتنا آگے بڑھ جائے کہ پھر پلٹ کر اس گناہ کی طرف نہ جاسکے اس کو اللہ کا ولی کہتے ہیں پھر چھوٹے گناہ جو بندگی کا حصہ ہیں ان کو اللہ پاک ان نیکیوں میں بدلتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ تَحْسَبُوْا كَثِيْرًا مَّا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّذَخَلًا كَرِيْمًا. (النساء، ۴: ۳۱)

”اگر تم کبیرہ گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے بچتے رہو تو ہم تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل فرما دیں گے“۔

امراض دل کا علاج:

انطاک فرماتے ہیں پانچ چیزیں امراض دل کا علاج ہیں۔ اس کو عبدالرحمن اسلمی نے روایت کیا یہ توبہ کو توبہ النصوح کا درجہ دیتی ہیں۔ (طبقات الصوفیہ، ۱: ۲۲۲)

۱۔ مجالس الصالحین: نیکیوں کی ہم نشینی۔ سنگت کی مختلف شکلیں ہیں جو سننے، دیکھنے، بیٹھنے تعلیمات کو ماننے قلبی تعلق رکھنے سے ملتی ہیں۔ اب کمپیوٹر، انٹرنیٹ آن کرتے ہیں دیکھتے ہیں تو سنگت مل جاتی ہے۔ کتاب پڑھتے ہیں تو یہ کتاب کی سنگت ہوتی ہے۔ بڑی ہستیاں گزر گئیں ان کی کتابوں سے ہی ان کی سنگت میں رہتے ہیں جس طرح کی

سنگت مل جائے یہ مجالست ہے۔

۲۔ قرآۃ القرآن بانفکرت: قرآن مجید کی قرأت کرنا
معنی و مفہوم سمجھ کر تفکر کے ساتھ تو قرآن کی صحبت میں چلے
جاتے ہیں۔ قرآن کی صحبت میں جانا اللہ کی صحبت میں جانا
ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

۳۔ خلاء البطن: یعنی اتنا کھانا کہ پیٹ میں کچھ
جگہ خالی رہے۔

۴۔ قیام اللیل: رات کو قیام کرنا۔ قیام اللیل مغرب
سے شروع ہو جاتا ہے بعض علماء او ایمن کو قیام اللیل میں شمار
کرتے ہیں۔ عشاء کی نماز بھی قیام اللیل کا حصہ ہے۔ فجر کی
نماز سے پہلے کے درمیانی عرصے کو قیام اللیل کہا گیا ہے۔
رات کے قیام کو دن کے قیام پر فضیلت دی ہے۔ رات کو
نوافل، تہجد، تلاوت، درود پاک پڑھنا ذکر کرنا کچھ لمحے اللہ کے
حضور رات کی تنہائی میں گزارنا۔

اللہ کے حضور گریہ و زاری کرنا: قیام اللیل میں شمار
ہوتا ہے۔ بچوں میں بھی گریہ و زاری کی عادت ہونی چاہئے کیونکہ
رونا اللہ کو پسند ہے۔ اللہ اپنے رونے والوں سے محبت کرتا ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کو دو قطرے بے حد پسند
ہیں ایک مجاہدہ کا خون کا قطرہ جو اپنے وطن کی حفاظت میں گرتا
ہے ایک اس جوان کے آنکھوں کے آنسو کا قطرہ جو خدا کی
محبت میں گراتا ہے۔ اس سے دل کے امراض ٹھیک ہوتے ہیں

اور توبہ توبہ الصوح بن جاتی ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں الحارث
الحاسبی سے سنا اس کو بھی عبدالرحمنؒ اسلمی نے روایت کیا ہے:
ماقلت قط اللهم انی اسالک التوبۃ ولکنی
اقول اسالک شہوۃ التوبۃ. (امام قشیری، الرسالة
القشیریۃ، ۱: ۲۱۱)

فرماتے ہیں: میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں تجھ
سے توبہ کا سوال کرتا ہوں بلکہ میں نے کہا اے اللہ! میں تجھ
سے توبہ کے عشق کا سوال کرتا ہوں۔ اگر خالی توبہ کا سوال کیا
کبھی کر لی کبھی چھوڑ دی۔ توبہ کا عشق مانگتا ہوں جس شے سے
عشق ہو جائے بندہ اس شے سے جدا ہی نہیں ہوتا اس کی
طبیعت اس کو بھولتی نہیں ہے۔ تمام اثرات بد کو زندگی سے نکال
دیتا ہے، خواہ وہ عبادات، معاملات، آداب، حقوق اللہ، حقوق
العباد کے دائرے میں آتے ہیں تاکہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ جب
بندہ اپنے قلب کو اللہ کے ساتھ دائماً جوڑ دیتا ہے پھر دوسرے
لوگ اس کے ضرر سے بچ جاتے ہیں اور وہ شیطان دنیا کے
ضرر سے بچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ الصوح اور ایسی توبہ
کامل کا حال عطا فرمادے، اس حال کو ہمارے لیے مقام
بنادے، استقامت کے ساتھ ہمیں اس پر قائم رکھے۔



انتقال پر ملال

۱۔ محترم جی ایم ملک (ڈائریکٹر DFA) کی خالہ جان اور 2 قریبی عزیز

۲۔ محترم علامہ وسیم افضل قادری (سیکرٹری DFA) کی والدہ

۳۔ محترم بلال اپل (ڈنمارک) کے بھائی ریحان اپل

۴۔ داؤد درانی (UAE) کے والد

۶۔ سید مہدی حسین شاہ (اٹلی)

۵۔ شیخ محبوب عالم (آسٹریا) کی ہمیشیرہ

۸۔ منیر گجر (کویت) کی ہمیشیرہ

۷۔ محمد رفیق (سعودیہ)

قضائے الہی سے وصال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور
پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

کیم مسی

خواتین مزدوروں کی حالت زار

مختلف شعبہ جات میں خواتین مزدوروں کا حصہ 60 فیصد سے زائد ہے

شکاگو کی اشرافیہ والی ذہنیت آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے

نور اللہ صدیقی

کی جاتی انہیں سرکاری طور پر اعلان شدہ انتہائی کم معاوضہ جو 15 ہزار روپے کے لگ بھگ ہے وہ بھی نہیں ملتا، کنٹریکٹ کے نام پر مزدوروں کا بدترین استحصال کیا جاتا ہے، مستقل تقرر نامے نہیں دیئے جاتے تاکہ نوکری سے بلاوجہ نکالے جانے پر وہ لیبر کورٹ سے رجوع نہ کر سکیں، تمام تر مزدور یونینز کے احتجاج مؤثر کردار کے باوجود پاکستان کے مزدوروں کی حالت زار ابتر ہے، حکومت پاکستان نے آئی ایل او کنونشن کو منظور کیا ہے لیکن سرکاری سطح پر اور نجی سطح پر مزدوروں کا استحصال جاری ہے، یہ حقائق انتہائی تکلیف دہ ہیں کہ 2014ء میں عالمی اقتصادی فورم کی جانب سے صنفی امتیاز کی فہرست میں پاکستان کو یمن کے بعد دوسرا بڑا بدترین ملک قرار دیا گیا، قیام پاکستان کے موقع پر خواتین کو سرکاری سطح پر برابر کا شہری تسلیم کیا گیا، 1958ء کے آئین اور 1973ء کے آئین میں بھی معاشرتی حقوق میں مساوات اور صنفی امتیاز کے خاتمے کی ضمانت دی گئی مگر شکاگو کی صنعتی اشرافیہ کی ذہنیت نسل در نسل منتقل ہوتی رہی اور وہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کے اعداد و شمار کے مطابق ملک بھر میں خام مال لاکھوں مصنوعات تیار کرنے والے ہوم بیسڈ ورکرز کی تعداد اڑھائی کروڑ سے زائد ہے جن میں 1 کروڑ 30 لاکھ سے زائد خواتین ہیں، ان مزدوروں کو مراعات دینا تو دور کی بات انہیں وہ حقوق بھی نہ مل سکے جن کی گارنٹی آئین اور مختلف عالمی و علاقائی چارٹرز دیتے ہیں، خواتین مزدوروں کے ساتھ سلوک انتہائی اذیت ناک ہے، ہوم بیسڈ ورکرز کا جنسی استحصال، انہیں

کیم مسی کا دن ہر سال شکاگو کے مزدوروں کی یاد میں منایا جاتا ہے جنہوں نے مزدوری کے حوالے سے اوقات کار کے تعین کے لیے وقت کی اشرافیہ کے خلاف لازوال جدوجہد کی اور بے مثال قربانیاں دیں ان قربانیوں کے نتیجے میں صنعتی اشرافیہ مزدوروں کو انسان سمجھنے پر مجبور ہوئی، ان قربانیوں کے نتیجے میں 8 گھنٹے اوقات کار کا تعین ہوا، انجمن سازی کا حق ملا، کیم مسی خالص مزدوروں کا دن ہے اس دن ملکی آبادی کا 52 فیصد خواتین کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مزدوروں میں 70 فیصد تعداد خواتین کی ریکارڈ کی گئی ہے، زرعی کارکن سے لے کر ہر طرز کی چھوٹی صنعت، فیکٹری، فارما سیوٹیکل کمپنیوں، ادویہ ساز کمپنیوں، سپورٹس، بھٹہ خشت، ہوزری، ٹیکسٹائل، سلائی کڑائی، دستکاری، ہینڈیکرافٹس، مختلف النوع اشیاء کی تیاری اور تعمیراتی پروجیکٹس میں خواتین مزدوروں کا عددی حصہ مردوں سے زیادہ ہے، بھٹہ خشت میں خواتین مزدوروں کی شرح 35 فیصد، زرعی شعبہ میں خواتین مزدوروں کی تعداد 48 فیصد، قالین بانی کی صنعت میں 62 فیصد جبکہ غیر زرعی شعبہ جات میں خواتین مزدوروں کی شرح 60 فیصد سے زائد ہے، معاشی بد حالی کے باعث خواتین محنت کرنے پر مجبور ہیں، اگر ہم 1917ء کے حالات مزدوروں کے استحصال پر نظر دوڑائیں اور آج کے حالات کو پیش نظر رکھیں تو ہمیں ماسوائے کاغذی کارروائی کے اور عالمی چارٹرز مرتب کئے جانے کے سوا کوئی خاص تبدیلی نظر نہیں آئے گی، ترقی پذیر ممالک میں حالات انتہائی بدتر اور ناگفتہ بہ ہیں، مزدوروں کی رجسٹریشن نہیں

کام کرنیوالی خواتین کا اندراج بھی مقام یونین کونسل میں ہونا چاہیے اور اس حوالے سے ابہام سے پاک قانون سازی کی جانی چاہیے، یہ قوانین وفاقی سطح پر بننے چاہیں اور چاروں صوبائی حکومتیں ان پر عملدرآمد کی پابند بنائی جانی چاہیں۔ تاریخ گواہ ہے عورت کو ابتدائے آفرینش سے ہی ایک غلام کے طور پر سلوک کیا گیا اسے خرید و فروخت کی جس سمجھا گیا جس کے نہ کوئی حقوق تھے نہ کوئی اپنی پسند، ناپسند تھی، قدیم تہذیبوں یونان، مصر، عراق، ہند، چین الغرض ہر قوم ہر خطہ عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتا تھا، عورتوں کی خرید و فروخت کی جاتی تھی ان کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا حتیٰ کہ اہل عرب عورت کے وجود کو موجب عار سمجھتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اس کی بیوہ جلا دیا جاتا تھا، بعض مذاہب عورت کو گناہ کا سرچشمہ اور پاپ کا مجسمہ سمجھتے تھے، اس سے تعلق رکھنا روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا، عورت باپ، شوہر اس کے بعد اولاد ذریعہ کی تابع اور محکوم تھی لیکن اسلام ایک ایسا مذہب اور ضابطہ حیات ہے جس نے عورت پر احسان عظیم کیا، اس کو ذلت و پستی کے گڑھوں سے نکالا اور اسے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کی شکل میں عزت و احترام سے نوازا۔ نبی اکرم ﷺ رحمۃ اللعالمین بن کر تشریف لائے، آپ نے پوری انسانیت کو اس آگ کی لپیٹ سے بچایا اور عورت کو بھی ذلت و رسوائی کے گڑھے سے نکالا، زندہ دُن کر دی جانے والی عورت کو بے پناہ حقوق عطا فرمائے، قومی و ملی زندگی میں عورتوں کی کیا اہمیت ہے اس کو سامنے رکھ کر اس کی فطرت کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپی۔ اسلام میں عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد و عورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ اگر ہم اسلامی تعلیمات کے تناظر میں خواتین کے حقوق کے بارے میں مطالعہ کریں تو ہمیں مساوات اور برابری نظر آتی ہے، یہ برابری زندگی کے ہر شعبہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس میں مرد و خواتین میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا، اسلام دین فطرت ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کے مقاصد کو انسان کی دنیاوی محنت کے حوالے سے اپنے اہل و عیال کے لیے حصول رزق کے مساوی مواقع فراہم کرتا ہے۔ اسلام انسان کو دنیا میں عزت

ہر اسماں کرنا، تشدد کا نشانہ بنانا انتہائی معمولی اجرت پر 24 گھنٹے کے لیے معصوم بچیوں اور خواتین سے مشقت لینا ایک عام پریکٹس ہے، ہوم بیڈ ورکرز خواتین کے استحصال کے واقعات راجن پور، مظفر گڑھ، لیہ، شکار پور، سی، ٹھٹھہ، چولستان اور تھر تک محدود نہیں بلکہ لاہور کے ڈیفنس، راولپنڈی کے کینٹ، اسلام آباد کراچی کی پوش ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے مکین بھی اس استحصال میں کسی سے کم نہیں، حال ہی میں طیبہ تشدد کیس میں ایک سیشن جج اور اس کی بیوی کو ایک سال کی سزا ہوئی اور اس طرح کے سینکڑوں واقعات ایسے ہیں جو میڈیا کی زینت نہ بن سکنے کی وجہ سے ابوان عدل میں بیٹھے ہوئے منصفوں کی نظروں سے اوجھل ہیں کیونکہ ہوم بیڈ ورکرز کو تا حال ایک مزدور کا سٹیٹس نہیں ملا اور نہ بطور مزدور ان کی کوئی رجسٹریشن ہے اور نہ ہی ان کے تقرر اور مدت ملازم کے حوالے سے کوئی کوڈ آف

قیام پاکستان کے فوری بعد عورت کو مرد کے مساوی حقوق دیئے گئے۔ 1958 اور 1973 کے آئین میں بھی عورتوں کو مساوی حقوق دینے کی گارنٹی دی گئی تاہم شکارگو کی اشرافیہ والی ذہنیت آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے

کنڈکٹ یا کوئی ایس او پیز ہیں، اس لیے جہلاء کے ساتھ ساتھ پڑھے لکھے امراء بھی ہوم بیڈ ورکرز خواتین کا جی بھر کر سماجی، معاشی، استحصال کرتے ہیں اور یہ سب کچھ حکمرانوں کی ناک کے نیچے ہوتا ہے، یہ بات دعوے سے کہی جاسکتی ہے کہ وزراء اور اعلیٰ بیوروکریٹس کے گھروں میں یہی ظلم اور استحصال ہو رہا ہے، غریب والدین کی معاشی مجبوریوں کے پیش نظر ان کے لُخت جگر رہن رکھ لیے جاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے، پاکستان کے ہر مزدور کا مطالبہ ہے کہ انہیں بطور مزدور رجسٹرڈ کیا جائے اور اس کا باقاعدہ اندراج ہونا چاہیے اور تنخواہ اوقات کار سمیت جملہ امور کا ڈیکلیریشن ہونا چاہیے اور اس ضمن میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی خدمات لی جاسکتی ہیں جس طرح نکاح، فوجیدگی اور پیدائش کا اندراج مقام یونین کونسل میں ہوتا ہے اسی طرح گھروں میں

اللہ اور اس کے رسول کو ہاتھ سے محنت کرنے والے مزدور بہت پسند ہیں۔ ہاتھ سے کمائے گئے رزق کو پاک اور حلال کہا گیا ہے اور حلال رزق کے حصول کے لیے محنت کرنے والے کے ہر لمحہ محنت کو عبادت شمار کیا گیا۔

کر رہا ہے تاکہ اسے رزق حلال کے ذریعے پاک و صاف رکھ سکے تو یہ بھی اللہ ہی کے راستے میں ہے۔ (طبرانی)

انبیاء کرام اور بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ بھی ہاتھ کے ساتھ کسب کر کے کھانے کو ترجیح دیا کرتے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اسلامی تعلیمات میں سے ایک اعلیٰ تعلیم یہ بھی ہے کہ ہاتھ کے ساتھ محنت کر کے روزی کما کر خود بھی کھائی جائے اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلایا جائے مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محنت کرنے والے اللہ اور اس کے رسول کے محبوب ہیں اور انہیں اجر عظیم کی گارنٹیاں اور بشارتیں اللہ اور اس کے رسول نے دی ہیں لہذا انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر، ریاستی طور پر اور حکومتی طور پر یہ فرض ہے کہ محنت کرنے والوں کی قدر کی جائے، انہیں ان کی محنت کا پورا معاوضہ دیا جائے اور ان کے استحصال کی سوچ سے خود کو مبرا رکھا جائے۔ معاشرتی میدان میں جس طرح لادین معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے ہٹانے اور مٹانے کی کوشش کی تو اس کے بالکل برعکس اسلامی معاشرہ میں بعض حالتوں میں عورت کو مردوں سے زیادہ اہمیت فوقیت اور عزت و احترام سے نوازا۔ عورت کے قدموں میں جنت ہے کہا گیا مگر یہ فضیلت اور اعزاز مرد کو نہیں دیا گیا۔ قرآن پاک میں حکم دیا گیا عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل عیال سے لطف و مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔ آج بھی یہ ذہنیت موجود ہے کہ عورت کو گھر کی نوکرانی کا درجہ دیا جاتا ہے ایسی سوچ رکھنے والے بھی مذکورہ قرآنی احکامات اور احادیث مبارکہ کو پیش نظر رکھیں اور اپنی سوچ کی اصلاح کریں۔ ☆☆☆

و احترام کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا درس دیتا ہے۔ مقبول عام وحدیث مبارکہ ہے کہ: الکاسب حبیب اللہ: کہ محنت کرنیوالا اللہ کا دوست ہے۔ اور اللہ کے ان دوستوں کے ساتھ اہل ثروت، صاحب حیثیت اور صاحب اختیار کیا سلوک کر رہے ہیں؟ انہیں فرصت ملے تو ایک لمحہ کے لیے ضرور غور کریں، محنت اور رزق کا طلب کرنا انسانی زندگی کی ضروریات اور لوازمات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کئی ذرائع بنائے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے اور اپنے رسولوں کو بھی اس کی ترغیب دی: ترجمہ: اے رُسُل (عظام!) تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو (جیسا کہ تمہارا معمول ہے) اور نیک عمل کرتے رہو، بے شک میں جو عمل بھی تم کرتے ہو اس سے خوب واقف ہوں: دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ترجمہ: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی بجالاتے ہو۔ اسلام نے ہاتھ کے ساتھ محنت کر کے کمائی جانے والی روزی اور رزق کو اعلیٰ درجہ کا مقام دیا ہے اور اسے پاکیزہ کہہ کر پکارا ہے اور اس پاکیزہ روزی کے حصول اور اس کے استعمال پر ثواب اور اجر عظیم کی بشارت دی ہے۔ ہاتھ کے ساتھ کام کاج کرنا اور اپنے اہل و عیال کے لیے رزق حلال حاصل کرنا ایسا عمل ہے جس کے متعلق ہمارے نبی حضور ﷺ نے امت مسلمہ کو ترغیب دی اور اس نیک عمل پر ابھارا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ اور اچھا کسب (کام) کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: آدمی کا اپنے ہاتھ کے ساتھ کام کرنا۔ (مسند احمد)

کسب حلال کے متعلق کئی روایات ہیں جن میں حضور ﷺ نے لوگوں کو بشارت دی ہے۔ صحابہ کرام نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو کسب حلال کی خاطر بہت محنت کرتا تھا، صحابہ کرام نے اُس کے متعلق پوچھا یا رسول اللہ ﷺ، اگر یہ شخص اللہ کے راستے میں اتنی محنت کرتا تو (اس کا اجر کیا ہوتا) تو جواباً حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ شخص اتنی محنت اپنے بچے کی روزی روٹی کے لیے کر رہا ہے تو یہ اللہ ہی کے راستے میں ہے۔ اور اگر یہ اتنی محنت و مشقت اپنے والدین کی خاطر کر رہا ہے تو بھی اللہ ہی کے راستے میں ہے اور اگر یہ شخص محنت و مشقت اپنے لیے

پاکستانی ثقافت پر مغربی ثقافت کی فکری یلغار

ثقافت کسی معاشرے کے طرز فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے
چار ہزار برس کی تاریخ میں گزشتہ ڈیڑھ سو برس مغربی تصورات کے زیر اثر نظر آتے ہیں

عائشہ بابر

فکر و نظریات کو بھلا بیٹھے اور سیاسی غلبہ اس صورت میں کہ کوئی قوم مادی قوتوں میں ترقی کر جائے اور دوسری قومیں اس کے سامنے اپنی سیاسی آزادی برقرار نہ رکھ پائیں۔
کیونکہ قانون فطرت یہی ہے کہ جو قوم عقل و فکر سے کام لیتی ہے اور تحقیق و انکشاف کی راہ میں پیش قدمی کرتی ہے اس کو ذہنی ترقی کے ساتھ مادی ترقی بھی نصیب ہوتی ہے اور جو قوم فکر و تدبر کے میدان میں مسابقت کرنا چھوڑ دیتی ہے وہ ذہنی انحطاط کے ساتھ مادی تنزل میں بھی مبتلا ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں:

”انسانی تہذیب کی چار ہزار برس کی تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ صرف گذشتہ ڈیڑھ سو برس سے انسانیت جدید مغربی تصورات کے زیر اثر آتی ہے اس سے پہلے تمام نوع انسانی کے ذہن پر مشرقی تصورات کی حکومت تھی۔“

(ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ص ۸۴)

لہذا جب مشرقی تہذیب مغربی تصورات کے زیر اثر آئی تو نہ صرف معاشی و اقتصادی، معاشرتی و سیاسی اور زندگی کے جملہ شعبہ جات میں جہاں زوال کا شکار ہوئی وہاں آج علمی و فکری اعتبار سے بھی زوال کا شکار ہو چکی ہے۔ لوگوں کو ذہنی و فکری جمود کا شکار کرنے کا مقصد اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور اسلام کے خلاف اہل مغرب کی

کسی بھی معاشرے کے افراد کا طرز زندگی یا راہ عمل جس میں اقدار، عقائد، رسم و رواج اور معمولات شامل ہیں ثقافت کہلاتا ہے۔ ہر قوم کا اپنا ایک تہذیبی و ثقافتی تشخص ہوتا ہے اگرچہ اس تشخص کے بعض پہلو دوسری تہذیبوں سے بھی ملنے جلتے ہیں لیکن بعض انفرادی خصوصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو ایک قوم کی تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں اور ہر قومی تہذیب اپنی ان ہی انفرادی خصوصیات سے پہچانی جاتی ہے۔

ثقافت کسی معاشرے کے طرز فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے کسی قوم کو جسمانی طور پر غلام بنانا تو آسان ہوتا ہے مگر ذہنوں کو مسخر کر لیا جائے تو حاکم اور محکوم کا رشتہ ہوتے ہوئے بھی محکوم اس احساس سے عاری ہو جاتا ہے یہی حال مسلمانوں کے ساتھ ہوا مسلمان انگریز سامراج سے سیاسی طور پر آزاد ہو گئے مگر ذہنی غلامی کے اثرات ہنوز مسلمانوں کے فکر و عمل، اجتہاد، تحقیق اور قیادت کو مفلوج کئے ہوئے ہیں۔

کیونکہ ایک قوم دوسری قوم پر غلبہ صرف دو صورتوں میں ہی غلبہ حاصل کر سکتی ہے یا تو سیاسی غلبہ یا ذہنی غلبہ، ذہنی غلبہ اس صورت میں حاصل کر سکتی ہے، اگر ایک قوم دوسری قوم کے افکار و نظریات پر ایمان لے آئے اور دوسری قوم کے تخیلات، معتقدات، اپنے اذہان پر نقش کرے اور اپنے

دیگر سازشوں کا مقصد مغربی تہذیب کو اسلامی تہذیب پر غالب کرنا اور اسلامی تہذیب کو ختم کرنا ہے اور اس کے لیے وہ خصوصاً تعلیم اور ذرائع ابلاغ کا سہارا لے رہے ہیں۔ ایک مستشرق ”ہملٹن کب“ نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے:

”مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی طرف مائل کرنے کی کوششوں کا مقصد اسلامی تہذیب کا خاتمہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیاد یہی تہذیب ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تعلیمی، ثقافتی اور ابلاغی ذرائع سے کام لے کر اس تہذیب میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں عمل میں لائیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ان کا اپنا عمل اپنے دین سے بے بہرہ قوم ظاہر کرے گا اور خود ان کو اس کا احساس تک نہ ہوگا۔“

(محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی، ج ۶، ص ۲۵۰)

آج مسلمان انہی شکوک و شبہات اور اہل مغرب کی فکر سے متاثر ہو کر یہ بھول گئے کہ جس دور میں بغداد، قرطبہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیاں علم و معرفت کے موتی لٹا رہی تھیں اس وقت یورپ مدرسے کے تصور سے بھی نا آشنا تھا۔ جب مسلمان علماء کے قلم سے ہزاروں علمی شاہکار نکل رہے تھے اس وقت یورپ نے کاغذ کی شکل بھی نہ دیکھی تھی اور جب مسلمانوں کے شہر اپنی روشنی، صفائی، خوبصورتی اور حسن انتظام کی وجہ سے دور جدید کی متمدن دنیا کو بھی شرماتا رہے تھے، اس وقت مغرب میں تاریکی، گندگی، جہالت اور بد نظمی کے سوا کچھ نہ تھا۔

لیکن جب مسلمانوں کی کتب سے انہوں نے استفادہ کیا تو ان میں ایک ایسی سوچ نے پروان چڑھی جس کی بنیاد پر مسلم سکالرز اور مسلم سائنس دانوں کے نظریات تھے آج یورپ اور امریکہ کے کتب خانوں میں مسلمان اکابر کی کثیر تعداد میں تصنیفات اور مخطوطے محفوظ ہیں۔ ہزاروں یورپی اور امریکی علماء نے اپنی زندگیاں اسلامی علوم کے مطالعے کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ وہ ان کتابوں کی فہرستیں مرتب کر رہے ہیں ان پر حاشیے لکھ رہے ہیں نیز ان کی تشریحات کر رہے ہیں۔

حتیٰ کہ آج مسلمانوں کو اپنی علمی میراث تک رسائی کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں اہل مغرب کی مساعی سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے علمی شاہکار جو مسلم علماء کے قلم سے نکلے تھے ان کی اشاعت کا فریضہ اہل مغرب ادا کر رہے ہیں۔ مگر افسوس!

گنوا دی ہم نے اسلاف سے جو میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پہ آسمان نے ہم کو دے مارا (اقبال)

ہمارے علمی ورثہ کے چھن جانے سے ہم پر علمی و فکری زوال بھی آیا آج ہم پاکستان میں رائج نظام تعلیم پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہی نظام تعلیم ہے جو اہل مغرب کی سوچ کی عکاسی کرتا ہے اور اس نظام تعلیم نے طلباء کو اپنے اسلاف سے بیگانہ کر دیا ہے۔ یہ نظام تعلیم اس نظام تعلیم کی عکاسی کرتا ہے جس کا بانی لارڈ میکالے تھا۔ لارڈ میکالے نے جب نظام تعلیم کے مقاصد بیان کئے تو اس کے نزدیک اس نظام تعلیم کو رائج کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے سارے تہذیبی ورثے کے بارے میں شدید احساس کمتری کا شکار بنا کر ان کے دلوں پر مغرب کی ہمہ گیر بالادستی کا سکہ بٹھا دیا جائے۔ نئی نسل کو ہر ممکن طریقے سے یہ یقین کر لینے پر مجبور کر دیا جائے کہ اگر دنیا میں ترقی اور سر بلندی چاہتے ہو تو اپنی فکر، فلسفہ، تہذیب و معاشرت اور سارے ماضی پر ایک حقارت بھری نظر ڈال کر مغرب کے پیچھے پیچھے چلے آؤ اور اپنی زندگی کا ہر راستہ اس کے نقش قدم پر تلاش کرو۔

آج یہ مغربی مقاصد پورے ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ پاکستان کے تعلیمی ادارے اس نظام تعلیم کی اندھی تقلید کر رہے ہیں وہ نظام تعلیم جو کہ لادینیت، زمانہ پرستی، قوم پرستی اور دیگر مادی بنیادوں پر قائم ہے۔

یہ ادارے ایسے افراد تیار کر رہے ہیں جو پیدا تو مسلمان گھرانوں میں ہوئے ہیں لیکن بد قسمتی سے میکالے کے نظام تعلیم کے زیر اثر تعلیم پا کر اگر عیسائی نہیں بنتے تو مسلمان بھی نہیں رہتے۔ دین اسلام کے بارے میں انگریز کی عطا کردہ

معلومات نے ان کے دلوں میں علمی، فکری اور شعوری کمتری پیدا کر کے دین اسلام کے پیش کردہ نظام کی آفاقیت مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستانی عوام مغربی تعلیم و تہذیب کے سامنے شدید احساس کمتری کا شکار ہیں وہ مغربی نظام تعلیم کو ہی ترقی و عروج کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ مغرب کی ترقی اور عروج کی بنیادوں میں ہمارے اسلاف کی سوچ کارفرما ہے۔

یہاں تک کہ آج لباس معاشرتی آداب اور رہن سہن میں بھی مغرب کی نقالی مطلوب ہوتی ہے۔ ان کا نقطہ نظر ان کا نصب العین ان کے معاشرتی رویے تک بدل گئے ہیں اور وہ مغربی تہذیب و تعلیم کو ہی اپنا مرکز و محور سمجھ رہے ہیں۔

جبکہ مغربی تہذیب و تعلیم ایک تجارت یعنی کاروبار اور مادیت پرستی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تعلیم کی تجارتی بنیاد پر استواری اس ایجنڈے کا اہم نقطہ ہے ہمارے ملک میں مغربی ممالک کی جامعات و کلیات کے کیسپس اور مقامی اداروں کے مغربی ممالک کی جامعات کے ساتھ الحاق کی و بآء نے اس ملک سے جتنا سرمایہ منتقل کیا ہے اس کے تصور سے ہی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اس نظام تعلیم میں تمام حقائق، واقعات کا تعلق مغرب سے ہے۔ طلبہ جو کچھ پڑھتے ہیں ان کا تعلق طلبہ کے ماحول سے نہیں ہوتا بلکہ دور دراز مغربی ماحول سے ہوتا ہے۔ آزادی اور مسابقت کی مغربی قدریں تعلیم کا اساسی نظریہ ہیں اور Global Consumer Culture کا فروغ مغرب کا منتہا و مقصود ہے۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آج مغرب میڈیا کے ذریعے ذہن و فکر پر حکمرانی کر رہا ہے اور اس نے ہمیں ذہنی طور پر غلام بنا لیا ہے کیونکہ میڈیا غیر محسوس انداز میں سامعین و ناظرین کے رویوں، سوچوں اور مزاجوں کو متاثر کرتا ہے یہاں تک کہ ماہرین ابلاغیات کا خیال ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ سے جو آگاہی حاصل ہوتی ہے اس میں سائنسی افکار کی واقفیت، جدید سہولیات و ایجادات سے شناسائی اور سیاسی و معاشرتی حالات کے علم سمیت کئی چیزیں حاصل ہوتی ہیں اسی وجہ سے پاکستانی عوام مغربی ثقافت سے متاثر ہو کر اپنی

اسلامی ثقافت سے بیگانہ ہو چکی ہے۔

ان سب وجوہات کی بنیادی وجہ اپنی اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ جب اپنی اسلامی تہذیب و ثقافت کو لوگوں نے فراموش کیا اور اسلام کی بنیادی ideology کو صحیح معنی میں سمجھ نہ پائے تو انہوں نے غیروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو پھر وہ فکری و علمی صلاحیتیں جن کو اسلامی نقطہ نظر کے مطابق کام کرنا چاہئے تھا اور اپنے اسلاف اور بزرگوں کی کاوشوں کا تسلسل ہونا چاہئے تھا۔ آج وہ کاوشیں جو وہ شکار نظر آتی ہیں اور محض اغیار کی اندھی اور بے مقصد تقلید کرتی ہوئی نظر آتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے سکولوں میں مستقبل کے معمار اسلاف سے بیگانہ اور غیر تہذیب و ثقافت کی عکاسی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ Session کے اختتام پر ایک دوسرے پر رنگ پھینکنا، نیز اسلامی تہذیب کے بنیادی اصولوں سے منافی Functions کا انعقاد پذیر ہونا یہ سب اسلامی تہذیب و ثقافت کی عکاسی نہیں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ حال ہی میں پرائمری کلاس کے لیے بنائے جانے والے نصاب میں آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ کو ایک مشہور مقولہ ہے لکھ دیا گیا جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومتی سطح پر بھی لوگ اپنی اسلامی ثقافت کو بھلا بیٹھے ہیں۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انفرادی سطح پر والدین بچوں کو اپنی اسلامی ثقافتی تعلیمات سے آگاہ کریں اور دوسری طرف اجتماعی سطح پر حکومت ایسے پروگرامز پر پابندی عائد کرے جو اسلامی ثقافتی تعلیمات کے منافی ہیں اور ایسے پروگرامز کا انعقاد کروائے جو اسلامی ثقافت کو اجاگر کریں۔

نیز ہمارے علماء حضرات ہماری ثقافت کو دینی تعلیمات سے ہم آہنگ کر کے اس طرح سے پیش کریں کہ نوجوان نسل کا زیادہ سے زیادہ رجحان اسلامی ثقافتی تعلیمات کی طرف ہوتا کہ نوجوان نسل کا اپنی ثقافت پر اعتماد بڑھے اور علمی و فکری پختگی حاصل ہو۔

☆☆☆☆☆

15 مئی خاندان کا عالمی دن

خاندانی نظام کی اہمیت

عصر حاضر میں خاندانی نظام کی صورت حال
پر خصوصی تحریر

عابدہ قاسم

گویا انسانی خاندانوں کی ابتداء کا پس منظر بیان کیا گیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ تخلیقی سے خاندان بنایا یہ سلسلہ جس طرح ماضی میں ہر دور، ہر وقت اور ہر قسم کے حالات میں جاری رہا اسی طرح آج بھی ہے اور آخری انسان کی پیدائش تک جاری رہے گا یہی قدرتِ خداوندی اور منشاءِ ربانی ہے۔ خاندان کی بنیاد مرد و عورت مل کر رکھتے ہیں۔ مغرب اور اسلام کے تصور خاندان میں فرق یہ ہے کہ مغرب میں یہ صرف ماں، باپ اور اولاد پر مشتمل ہے جبکہ اسلام میں خاندان کی بنیاد اکائیاں میاں، بیوی ہیں مگر ان کے ساتھ ماں، باپ، بیٹے، بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور دیگر رشتہ دار بھی شامل ہیں۔

خاندان کی اہمیت:

خاندان میں انسان ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ اور مشکلات میں ایک دوسرے کے کام آتا ہے۔ مرد و عورت دونوں مل کر اولاد کی تربیت کرتے ہیں۔ والدین اور بہن بھائیوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھا جاتا ہے اس طرح اکٹھے رہنے سے آپس میں پیار و محبت قائم رہتا ہے جب گھر کے افراد ایک دوسرے کے دکھ سکھ بانٹ لیتے ہیں تو اس خاندانی نظام سے بچوں کو تنہائی کا احساس نہیں ہوتا اور وہ والدین اور دادا دادی کی سنگت میں رشتوں کی اہمیت

پاکستان سمیت دنیا بھر میں 15 مئی کو خاندان کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کا مقصد عوام الناس میں خاندان کی اہمیت کو اجاگر کرنا، خاندانی زندگی کو مضبوط بنانا اور خاندانی نظام میں موجود خرابیوں کو دور کرنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ خاندان کا عالمی دن منانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تو اس کی وجہ ہمیں خاندانی نظام کی دن بدن بگڑتی صورتحال کی نظر آتی ہے جسکی اہمیت کو دوبارہ اجاگر کرنے کے لئے یہ دن منایا جاتا ہے اس کے پیش نظر سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ خاندان کہتے کسے ہیں اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

خاندان کا مفہوم:

خاندان انسان کی پرورش کی سب سے پہلی سیڑھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ نساء میں ارشاد فرمایا: **يَسَاءِلُهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً.** (النساء: 1)

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔“

کو سمجھنے لگتے ہیں۔

خاندانی نظام میں عورت کی حیثیت:

اسلام قبول کرنے سے انحراف کیا تو وہ صدق دل سے ایمان لائیں، اپنی دولت خدمت دین کے لئے وقف کر دی، نا مساعد حالات میں وہ جرات و ہمت اور تدبیر کے ساتھ مضبوط دیوار بن کر کھڑی ہو گئیں اور میری ذات پر کیا جانے والا ہر وار اپنی ذات پر سہا، بت پرستوں کے حوصلوں کو پست کیا اور انہیں کوئی بڑی کاروائی کرنے کی جرأت نہ ہونے دی بھلا ان جیسا کون ہو سکتا ہے؟ (القشیری، صحیح مسلم، حدیث: ۲۳۳۷)

خاندانی نظام میں مرد کی حیثیت:

اسلام میں کفالت یعنی بیوی اور بچوں کا نان و نفقہ کا ذمہ دار مرد کو ٹہرایا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

(النساء: ۳۴)

”مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کو ایک دوسرے پر نفیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے۔“

گھر کے باہر کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ مرد کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کے حقوق کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے ساتھ محبت و مودت کا رشتہ رکھے اور بیوی کے ساتھ مل کر اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم و تربیت دے کسی بھی طرح کی مصائب و مشکلات کے باعث اسے نظر انداز نہ کرے۔

عصر حاضر میں خاندانی نظام کی صورتحال:

عصر حاضر میں خاندانی نظام اپنی مذہبی و روحانی اقدار کو بھلانے کے باعث زوال کا شکار ہو رہا ہے۔ مغربی معاشرہ اس حوالے سے تباہی کے دہانے پہنچ گیا ہے شادیوں کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے، بیشتر شادیوں کا انجام طلاق کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے، خاندانی ٹوٹ پھوٹ کے حوالے سے امریکہ اور سویڈن کا شمار دنیا میں پہلے نمبر پر ہوتا ہے ان دونوں

خاندانی نظام میں عورت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ عورت کا دائرہ کار گھر کے اندر اور مرد کا گھر کے باہر ہے۔ عورت کو قدرت نے ایسی صلاحیتوں سے نوازا ہے جنکی بدولت وہ بچوں کی نگہداشت، نشوونما اور تعلیم و تربیت کے لیے موزوں ترین ہے۔ عورت نسل انسانی کو پروان چڑھاتی ہے لہذا اس کی معمولی سی غفلت، کوتاہی اور عدم توجہی پوری قوم کو ناقابل تلافی نقصان سے دو چار کر سکتی ہے۔ عورت خاندانی نظام کی بنیاد رکھتی ہے لہذا ماں اور بیوی کی حیثیت سے تمکنت اور وقار کے ساتھ اپنی عزت و سیادت کے حقیقی تحت پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے اس پر کئی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جس میں شوہر کے حقوق پورے کرنا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور ہر قسم کے مصائب و مشکلات میں اسکا ساتھی بننا ہے۔ بطور ماں اسے اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کرنا ہوگی تاکہ اسلامی معاشرہ ترقی کی راہوں پہ گامزن ہو۔ جیسے مصائب و مشکلات میں حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کی مدد کی۔ جب آپؐ کی حضور ﷺ سے شادی ہوئی تو آپؐ نے اپنی ساری دولت آپکے قدموں پہ نچھاور کر دی اور عرض کی ”میرے آقا آپ اس کے مالک ہیں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہوگا“ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ یہی مال بعثت کے بعد نصرت اسلام کا سبب بنا اور حضور ﷺ معاشی فکر سے آزاد ہو کر دعوت دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

(طاہر القادری، سیرت الرسول ﷺ (1996ء)، ج: ۳، ص: ۷۸)

سیدہ خدیجہؓ نے آغاز اسلام سے وصال تک اسلام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر حضرت خدیجہؓ کا بہت کثرت سے ذکر فرماتے اور فرماتے کہ خدیجہ نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی، لوگوں نے

ممالک میں ستر فیصد کے قریب خاندان ٹوٹ چکے ہیں، بچے ماں باپ کی شفقت سے محروم ہیں، ماں باپ اولاد پر اپنا کنٹرول کھو رہے ہیں۔ مغرب میں خاندانی نظام کے اس بگاڑ کے اثرات اسلامی معاشرہ پر بھی ہو رہے ہیں جس کے نتیجے میں اب خاندان کی اکائی بکھر کر رہ گئی ہے اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ اسلامی تعلیمات سے دوری:

بد قسمتی سے آج اسلامی تعلیمات سے روگردانی نے خاندانی نظام کو زوال کا شکار کر دیا ہے۔ خاندان کا ہر فرد اپنے حقوق و فرائض سے پہلو تہی کر رہا ہے۔ صبر، تحمل، برداشت، صلہ رحمی، اخوت و بھائی چارہ ختم ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ آج غربت، بے روزگاری، معمولی جھگڑوں اور بے راہ روی کا شکار ہو کر اولاد کو قتل کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں لاہور کے پوش علاقہ میں ایک ماں نے اپنے تین کمسن بچوں کو گلا دبا کر قتل کر دیا اس طرح کے کئی واقعات دن بدن ہمارے معاشرے کا ناسور بنتے جا رہے ہیں جبکہ قرآن پاک میں واضح حکم ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ . (بنی

اسرائیل : ۳۱)

”اور تم اپنی اولاد کو غربت کے ڈر سے قتل نہ کرو۔“

۲۔ مغرب کی اندھی تقلید:

خاندانی نظام کے زوال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج معاشرہ بالخصوص عورت مغرب کی اندھی تقلید کرتے ہوئے چند پُرفتن اور لغو نعروں میں بہک گئی ہے۔ ہر کوئی حدود و قیود سے آزاد زندگی گزارنا چاہتا ہے جہاں کوئی فرائض نہ ہوں یہی وجہ ہے اولاد والدین کی محبت و شفقت سے محروم جبکہ والدین کو اولاد کی طرف سے بے ادبی و عدم برداشت کے رویوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

۳۔ معاشرتی بے راہ روی:

خاندانی نظام کے بگاڑ کا اہم سبب دن بدن بڑھتی

معاشرتی بے راہ روی بھی ہے۔ بد قسمتی سے پچھلے کچھ عرصہ میں میڈیا نے جس تیزی سے ترقی کی ہے وہیں معاشرے کو بے راہ روی کا شکار بھی کیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر دکھائے جانے والے ڈرامے جہاں ایک طرف خلع، طلاق، حلالہ جیسے فقہی مسائل میں ابہام پیدا کر رہے ہیں وہیں دوسری طرف Feminist سوچ کی حامل سماجی تنظیموں کے نعروں پر بننے والے ڈراموں نے عورت کو گھر سے بے زار کر دیا ہے۔

غرض بلاشبہ آج کے دور میں اکثر مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اسکے باوجود مسلمانوں کا خاندانی نظام یورپ کے لیے آج بھی قابل رشک ہے جو اپنی سیکولر سوچ کے باعث آج خاندانی نظام کو تباہ کر بیٹھا ہے۔ آج ہم مادیت پرست دور میں مغرب کی بیرونی کی بجائے اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ خدیجہؓ پر عمل پیرا ہو کر خاندانی نظام کو بقاء دے سکتے ہیں۔ مردوں کو حضور ﷺ کے اسوہ مبارکہ پر عمل کرنا ہو گا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

(الاحزاب: ۲۱)

”بے شک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔“

خواتین کو اسلامی تعلیمات اور اسوہ خدیجہ الکبریٰؓ کو اپنانا ہوگا جبکہ شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت عورت کی ذمہ داری ہے۔ جس طرح حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کی ہر کٹھن موڑ پر ڈھارس بندھائی۔ انسانیت کو بالآخر اسلام کی تعلیمات کی طرف ضرور پلٹنا ہوگا کیونکہ اس میں ہی اسکی بقاء ہے پھر ہر چڑھتا سورج خاندان کی عظمت و برتری کا سورج ہو گا اور خاندان کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے کسی ایک دن منانے کی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک صفائے قلب و باطن کا اہم ذریعہ

ترکیب نفس، محاسبہ نفس، خشیت الہی

تحریر
ردا ملک

انسان کا مقصد تخلیق عبادت الہی ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب تخلیق کیا اور تخلیق کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا پھر عبادت کے مختلف طریقے رکھے تاکہ انسان کے قلب و باطن کو تزکیہ نصیب ہوتا رہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری لکھتے ہیں:

انسان کا مقصد تخلیق عبادت الہی ہے اور عبادت کے کئی طریق ہیں ان سب کا مقصد تقویٰ اور تزکیہ قلب و نفس ہے اس سے انسان کو نور باطن حاصل ہوتا ہے اور اگر عبادت بطور عادت کی جائے تو تزکیہ قلب سے جو نور حاصل ہوتا تھا اس کا حصول ممکن نہیں رہتا۔ (قادری، 2009ء، روزہ اور اعتکاف، ص: ۲۱)

ص 252)

محاسبہ نفس:

اپنے نفس کو ذہنی میلانات و نفسیاتی خواہشات سے خود کو قابو میں رکھنا محاسبہ نفس کہلاتا ہے۔ (قادری، 2003ء، فساد قلب اور اس کا علاج، ص 39)

رمضان میں انسان رضائے الہی کے حصول کے لئے سخت گرمی اور اور تپش کے باوجود بھوک و پیاس کو برداشت کرتا ہے اور اوامر کو بجالانا ہے اور نواہی سے پرہیز کرنا ہے جس سے انسان کو نفس پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کا سارا ماہ باعث برکت ہے پھر اس میں لیلیۃ القدر ہے جس کے بارے میں ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ

"شب قدر (فضیلت و برکت اور اجر و ثواب

میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" (القدر: ۳)

رمضان الکریم کو جو امتیازی شرف اور فضیلت

تزکیہ نفس اپنے من کی تمام آلائشوں اور کدورتوں سے پاک کر دینے کا نام ہے۔ منشاء ایزدی ہے نفس انسانی سے، ریا کاری اور منافقت، کبر و نخوت اور غرور حسد و کینہ اور بغض عناد جیسے اخلاق رذیلہ کا خاتمہ ہو جائے۔ دنیا کی محبت اور لالچ سے انسانی قلب پاک ہو جائے اور ان رذائل کی جگہ عجز و انکساری خشوع و خضوع نفع بخشی و فیض رسانی، فہم و ذکا، جود و سخا اور محبت الہی جیسے فضائل انسان کے قلب و باطن کو منور کریں اور انسان کا نفس ہر قسم کے رذائل کا انکار کرے اور ان

کثرت تلاوت قرآن :

ماہ رمضان میں کثرت سے تلاوت قرآن کرنا اور آیات قرآنی میں غور و فکر اور تدبر و تفکر کرنے سے اللہ کے قرب کی راہ کھلتی ہے۔ رمضان المبارک ایک بہتر ماحول میسر کرتا ہے۔ قرآن پاک پر اگر غور و فکر کرنا چھوڑ دیں تو یہ دل کی سختی کا موجب بنتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے۔

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

"کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا انکے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں۔ (محمد، ۲۳:۴۷)

یعنی قرآن کی تلاوت نہ کرنے سے انسان کا دل سخت ہو جاتا اور اپنی مشکلات کو قرآن کے ذریعے حل نہیں کر سکتا جبکہ قرآن حکمت سے بھرپور ہے۔ رمضان میں کی جانے والی تلاوت نہ صرف کئی گناہ ثواب کو بڑھاتی ہے بلکہ تصفیہ باطن کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

سحر و افطار کی برکتیں :

رمضان میں تزکیہ قلب و باطن کا سب سے اچھا اور بڑا مفید موقع سحری و افطاری کے وقت آتا ہے جب انسان بھوک اور پیاس کو برداشت کرتے ہوئے اپنے پانی کا گلاس کسی اور کی طرف بڑھا دیتا ہے اور کھانے کی اچھی پلیٹ کسی اور کو دے دیتا ہے یہ وہ اصل مقام ہوتا ہے جہاں وہ اپنا محاسبہ کرتا ہے وہ چاہتا تو اپنی بھوک و پیاس کو ترجیح دے سکتا تھا مگر اس سے اسکو وہ مقام نہ ملتا جو اسکو ترک کر دینے پر ملتا ہے اس طرح سحری کی برکت میں مزید اضافہ ہوتا ہے جو حدیث مبارکہ سے ماخوذ ہے۔

تسخرُوا فان السحور بركة.

(مسلم، الصحیح کتاب الصیام، ۲: ۷۷۰، رقم: ۱۰۹۵)

”سحری کھایا کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔“

جب انسان اپنی بھوک و پیاس سے پہلے کسی

حاصل ہے وہ کسی اور ماہ کو حاصل نہیں اسی میں قرآن مجید آسمان دنیا پر نازل ہوا چنانچہ مہینوں کی نسبت اس ماہ میں کیا جانے والا محاسبہ نفس، انسان کو اللہ کی خشیت اور محبت میں عروج پر لے جاتا ہے خود حضور ﷺ کے معمولات عبادت و ریاضت میں عام دنوں کی نسبت بہت اضافہ ہو جاتا اگر ہم اپنے نفس کی ترقی کے خواہاں ہیں کہ ہمارا نفس امارہ سے ترقی پا کر نفس مطمئنہ اور نفس راضیہ اور مرضیہ تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس ماہ میں خوب ریاضت و مجاہدہ کریں اور اپنے نفس کی نفی کریں جو کہ درج ذیل ذرائع سے ممکن ہے۔

کثرت عبادت و ریاضت :

عبادت و ریاضت تزکیہ باطن کا لازمی عنصر ہے اگر زندگی اس سے خالی ہو تو انسان کبھی منزل مقصود کو نہیں پا سکتا اپنے معمولات میں عبادت کو شامل کرنا ہو گا جبکہ رمضان میں اس کا موقع بہت آسانی اور کثرت سے حاصل ہوتا ہے۔ رمضان میں نماز چھ گناہ کے علاوہ نماز تراویح، ذکر و اذکار، درود پاک روزمرہ کے مشاغل میں شامل ہونا چاہیے پھر لیلۃ القدر میں کیا جانے والا محاسبہ انسان کو اوج ثریا کی منزل تک لے جاتا ہے۔ ایک حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان لغیر لونه و کثرت صلاته و ابتهل فی الدعاء و استفق منه.

"جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا ہے آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا کرتے اور اس کا خوف طاری رکھتے۔"

(بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۱۰، رقم الحدیث: ۳۶۲۵)

ہمیں اسوہ رسالت ماب ﷺ کو پیش نظر رکھ کر

کامل دلجمعی سے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور خشوع و خضوع سے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

دوسرے کو ترجیح دے تو یہ برکت کا باعث بنتا ہے اور قلب کی صفائی کا باعث بھی بنتا ہے کیونکہ رمضان اپنے ساتھ بہت سی برکتوں کو لاتا ہے۔

قیام اللیل:

رمضان المبارک میں صفائے قلب و باطن کا اہم ترین ذریعہ قیام اللیل ہے۔ رمضان میں کیا جانے والا قیام اللیل باقی مہینوں سے افضل ہوتا ہے۔ قیام اللیل چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی یہ تزکیہ نفس کی بہتری کا سبب بنتا ہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرنے والا شخص اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں قیام کرنے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا:

”جس نے ایمان و احتساب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس دن وہ بطنِ مادر سے پیدا ہوتے وقت (گناہوں سے) پاک تھا۔“

(نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب ذکر اختلاف صحیحی بن ابی بکر کثیر والنضر بن شیبان، ۴: ۱۵۸، رقم: ۲۲۰۸-۲۲۱۰)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے اس ماہ میں کیا جانے والا مجاہدہ و ریاضت اور قیام اللیل انسان کو صفائے قلب کی نعمت سے سرشار کر دیتا ہے اور اسے گناہوں کی پاکیزگی عطا ہوتی ہے۔ رمضان ایسا ماہ ہے کہ اس میں قیام اللیل کے کثیر مواقع فراہم ہوتے ہیں لیلۃ القدر کی رات جس میں عبادت کرنے کا ثواب باقی ماہ کی نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔

خشیت الہی:

خشیت الہی صفائے قلب کی وہ اہم سیڑھی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ خشیت الہی اور محاسبہ نفس ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اگر خشیت الہی نہ ہو تو محاسبہ نفس اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔ خشیت الہی اطاعت الہی کا

تقاضا کرتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ.

”بیشک اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں“ (التوبہ، ۹: ۱۱۱)

اس آیت مبارکہ سے عام طور پر یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ اس میں اللہ کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کا ذکر ہے یعنی جہاد بالنفس اور جہاد بالمال کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ آیت کا یہ مفہوم بالکل بجا اور درست ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہاں اطاعت الہی کا ایک لطیف اشارہ موجود ہے اور وہ کمال اطاعت الہی کا مقصود ہے۔ اللہ کے خوف سے انسان کو دو جنتوں کی بشارت نصیب ہوتی ہے۔ سورہ رحمن کی آیت نمبر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ. (الرحمن، ۵۵: ۴۶)

کیونکہ جو شخص ہر وقت خشیت الہی میں مبتلا رہے وہ ہر اس عمل سے باز آجاتا ہے جو خدا کو پسند نہیں یعنی وہ وہی کام کرتا ہے جو اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ لوجہ اللہ کا مرتکب بن جاتا ہے۔ رمضان اس کا نہایت عمدہ موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

صدقات و خیرات کے ذریعے محاسبہ نفس:

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیے جانے والے صدقات و خیرات کی برکات اتنی نہیں جتنی اس ماہ کی ہوتی ہیں۔ اس ماہ میں جب انسان روزہ رکھتا ہے تو وہ دوسروں کی بھوک و پیاس سے ان کی تکلیف سے آشنا ہوتا ہے جو بات تجربات سے حاصل ہوتی ہے وہ باتیں سننے سے حاصل نہیں ہوتی اس لیے اپنی خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دوسروں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو اس سے اسے نہ صرف ثواب اور

برکت نصیب ہوتی ہے بلکہ تسکین قلب کی نعمت سے بھی آشنا ہوتا ہے لہذا اس ماہ اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت کے لیے زکوٰۃ کو فرض کر دیا اور فطرانہ اور عطیہ کی اہمیت سے بھی آگاہ کیا۔ انسان کو چاہیے کہ اس ماہ جس قدر ممکن ہو سکے اپنے مال کا صدقہ و خیرات کرے۔

اعتکاف محاسبہ نفس کا ذریعہ:

آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا محاسبہ نفس میں اہم کردار ادا کرتا ہے اعتکاف انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی۔ اعتکاف اجتماعی صفائے قلب کا بہترین ذریعہ ہے کیونکہ اس میں شک ہی نہیں کہ کوئی بھی عمل ریاضت و مجاہدہ کے بغیر کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اس نے فرد کے در قلب پر دستک دی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے چہار گانہ فرائض نبوت، تلاوت قرآن، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب و حکمت کی پیروی کرتے ہوئے ہر محاذ پر جدوجہد کی ہے۔ تحریک منہاج القرآن رمضان المبارک کے آخری عشرہ اعتکاف میں روحوں کا رنگ اُتارنے اور دلوں کا میل کچیل دھونے کا انتظام کرتا ہے۔ جب انسان شیخ و مرشد کی صحبت میں عبادت و ریاضت اور تلاوت قرآن، ذکر و اذکار بجالانا ہے اور اپنی خواہشات کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتا ہے تو اس سے نفس امارہ سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے اور قلب پاکیزہ ہوتا ہے اور قلب کی پاکیزگی ہی ایمان کی نشانی ہے۔

رمضان میں تزکیہ نفس کی اہمیت اس لیے بتانا مقصود ہے کہ اس سے انسان نہ صرف اپنی بلکہ معاشرے کی اصلاح کا بھی سبب بن سکتا ہے جب انسان قلت کلام، قلت طعام اور قلت منام پر عمل پیرا ہوتا ہے تو وہ اپنے نفس کو دنیا کی بہت سی آلائشوں سے پاک کر لیتا ہے۔ رمضان میں تزکیہ نفس کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس ماہ دُنیا کے سب

شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ لیا جاتا ہے اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اس ماہ میں کی جانے والی عبادت و ریاضت انسان کے دل میں جلد اثر پذیر ہوتی ہے اور چونکہ انسان فطری طور پر جلد باز ہے اس لیے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقام جلد پانے کی تمنا کرتا ہے۔ اس کی اس خواہش کے پورا کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اسے لیلیۃ القدر جیسی عظیم ترین نعمت عطا فرمائی جس میں کی جانے والی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ لہذا انسان کو چاہیے اگر وہ اس ماہ کی نعمتوں اور برکتوں کو سمیٹنا چاہتا ہے تو اس ماہ میں نہ صرف عبادت کرے بلکہ تزکیہ نفس کے حصول کو بہر طور ممکن بنائے۔

کسی صوفی کا قول ہے:

”اپنے نفس کو دیکھنا اور اپنے افعال پر اعتماد کرنا سب سے بڑی مصیبت ہے لہذا اگر انسان اپنے نفس کے سپرد ہو جائے تو یہ انتہائی بدبختی ہے اور انتہائی بدبختی میں دشمن خوش ہوتا ہے۔“ (محمد حسن، خزینہ معارف، 226، 1998ء)

حضرت حارث فرماتے ہیں:

”میں نے اپنے نفس کو دینا سے کنارہ کش کیا۔ دن کو پیاسا اور رات بھر بیدار رہا اور اب یہ حالت ہے گویا اللہ کے عرش کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔“ (محمد حسن، خزینہ معارف، 231، 1998ء)

حکیمانہ قول:

”ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوت کا قیدی ہو جاتا ہے وہ بے ہودگی کا تابع ہو جاتا ہے اور اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے جس کسی نے اپنی زمین کو شہوات سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی۔“ (عالم فقہی، تزکیہ قلوب، 440، 2009ء)

☆☆☆☆☆

روزے کا مقصد تزکیہ نفس ہے



مترآن میں روزہ ہر اس صاحب ایمان شخص پر فرض مترادے دیا گیا ہے جو اپنی زندگی میں ماہ رمضان کو پالے

مرتب: ماری عروج

معزز قارئین! بلاشبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے جن میں سے آپ کا علم و عرفان کا پیکر ہونا بھی ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتب تصنیف کر کے دنیائے اسلام کو علم کا سمندر عطا کر دیا ہے۔ آپ کی تصانیف فصاحت و بلاغت کا مرقع ہیں ان کی اہمیت کے پیش نظر ماہنامہ دختران اسلام ”آثارِ قلم“ کے نام سے نئے سلسلہ کا آغاز کر رہا ہے جس میں ہر ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کا تعارف نذر قارئین کیا جائے گا جو یقیناً آپ کے علم میں اضافہ کا باعث بنے گا۔ (ایڈیٹر)

سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ روزہ کے حقیقی مفہوم اور تقاضوں سے آشنا کروانے کے لیے ”ڈاکٹر طاہر القادری“ کی کتاب فلسفہ صوم موجود ہے، جو رمضان اور روزے کے حقیقی مفہوم اور تقاضوں کی طرف بہترین رہنمائی کرتی ہے۔ یہ کتاب روزے کی حکمت اور فلسفہ پر مشتمل ہے، جس میں ڈاکٹر طاہر القادری نے انتہائی عام فہم انداز میں جدید سائنسی تحقیقات کے حوالے سے روزہ کی بعض حکمتیں سمجھائی ہیں اور بالخصوص تزکیہ نفس جیسی بنیادی حکمت کو انوکھے اور علمی انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کے چند اہم مندرجات ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں:-

روزہ کی اہمیت از روئے قرآن و حدیث:

کتاب فلسفہ صوم کے باب اول میں روزہ کی فرضیت، اسکے واجبات و شرائط اور رمضان کی وجہ تسمیہ کو اختصار کے ساتھ جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں شیخ الاسلام نے قرآن کی درج ذیل آیت مبارکہ کے ذریعے روزہ کے حقیقی مقصد پر روشنی ڈالی ہے:

مذہب کا اصل مقصد درحقیقت تصفیہ عقائد، تزکیہ نفس اور اخلاق حسنہ کی ترویج ہے۔ دنیا کا ہر مذہب کسی نہ کسی صورت میں تزکیہ نفس اور روحانی طہارت کی اہمیت کو اجاگر کرتا رہتا ہے ان کے ہاں اس کے طرق مختلف ہیں، مثلاً ہندوؤں کے ہاں پوجا کا تصور ہے، عیسائیوں کے ہاں رہبانیت کا تصور ہے اور بدھ مت کے ہاں جملہ خواہشات کو ترک کر دینا لازمی قرار دیا گیا ہے، لیکن اسلام وہ واحد دین ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہے۔ اسلام میں تقویٰ اور تزکیہ نفس کے لیے ارکان اسلام کی صورت میں ایسا لائحہ عمل دیا گیا ہے جو فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ قابل عمل اور آسان ہے انہی ارکان اسلام میں سے روزہ ایک اہم ترین عمل ہے جو تزکیہ نفس کے لیے اسی کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن میں روزہ ہر اس صاحب ایمان شخص پر فرض قرار دے دیا گیا ہے، جو اپنی زندگی میں ماہ رمضان کو پالے۔ لوگوں کی اکثریت ایسی ہے کہ حسب ارشاد حضور ﷺ سوائے بھوکے پیاسے رہنے کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا، کیونکہ وہ رمضان المبارک اور رمضان کے حقیقی تقاضوں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ.

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں،
جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم
تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرہ، ۲: ۱۸۳)

اس آیت مبارکہ کے مطابق روزے کا مقصد تقویٰ
ہے، یعنی روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اگر روزہ رکھ کر
بھی انسان تقویٰ حاصل نہیں کرتا تو پھر انسان نے روزے کے
حقیقی مقصد کو نہیں پایا۔ روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات
سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتب احادیث میں کئی احادیث روزے
کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کرتی ہیں۔ فلسفہ صوم کے باب
دوم میں احادیث مبارک کے ذریعے روزے کے فضائل بیان
کیے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما
تقدم من ذنبه. (صحیح بخاری)

”جس شخص نے ایمان اور احتساب کی نیت سے
رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“
یعنی اس حالت میں روزہ رکھے کہ حضور ﷺ سے
ثابت شدہ تمام اشیاء کی تصدیق کرے، روزہ کی حالت میں صبر کرے
اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔ اگر کوئی شخص ان دونوں شرائط کو پورا
کرتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر
دیے جاتے ہیں اور کبائر کی معافی کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

روزے کی حکمتیں:

اللہ تعالیٰ کے دیگر احکامات کی طرح روزے کا حکم بھی
حکمتوں سے خالی نہیں ہے۔ فلسفہ صوم کے تیسرے باب میں نہایت
خوبصورت انداز میں روزے کی پانچ حکمتیں بیان کی گئی ہیں:

روزے کی پہلی حکمت تقویٰ کا حصول ہے۔ ہر سال
ماہ رمضان میں اس ضبط نفس کی تربیتی مشق کا اہتمام، تاکہ انسان
میں سال کے بقیہ گیارہ ماہ میں حرام و حلال کے امتیاز کا جذبہ
فروغ پا جائے۔ وہ زندگی کے ہر معاملے میں حکم ربانی کے آگے
سر تسلیم خم کرتے ہوئے حرام کے شائبے سے بھی بچ جائے۔
روزے کی دوسری حکمت صبر اور شکر کی مشق
ہے۔ تقویٰ انسان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ کسی نعمت سے

محرومی پر شکوہ اور شکایات کرنے کی بجائے خاموشی سے
برداشت کرے اسکی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکر کے
آثار پیدا نہ ہونے پائیں، بلکہ ہر پریشانی کا مقابلہ کرتے
ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے جب انسان روزہ کی
حالت میں ایک خاص مدت تک اللہ کی نعمتوں کو اپنے اوپر روک
لیتا ہے تو اسکو ان نعمتوں کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے پس
نعمت کی پہچان سے اسکے اندر شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

روزہ کی تیسری حکمت یہ ہے کہ روزہ میں بھوک
اور پیاس کا احساس انسان کو معاشرے کے مفلوک الحال لوگوں
کی محرومیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ روزہ کا ایک مقصد انسان
کے دل میں دکھی انسانیت کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا ہے
، تاکہ ایسا اسلامی معاشرہ قائم ہو سکے، جسکی اساس ایثار، باہمی
محبت و مروت اور دردمندی و عنقراری کی لافانی قدروں پر ہو۔
روزے کی چوتھی حکمت تزکیہ نفس ہے۔ مسلسل روزے کے عمل
اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا ہے، جسکی وجہ
سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی
ہے۔ روزے کا منہائے مقصود رضائے خداوندی کا حصول ہے۔
رب کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس
کے مقابل تمام نعمتیں بچ دکھائی دیتی ہیں۔ ایک بزرگ نے
اپنے مرید سے پوچھا کہ تمہیں کس طرح پتا چلے گا کہ تمہارا رب
تم سے راضی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: جب میں نے اپنے
دل کو اپنے رب سے راضی پایا تو میں سمجھ گیا کہ میرا رب مجھ
سے راضی ہے۔ (الرسالہ القشیر یہ)

گویا خدا کی رجا کی پہچان یہ ہوتی کہ بندہ اپنے
معاملات کی طرف نگاہ ڈالے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ
کیا وہ اپنے رب سے راضی ہے؟ اس طرح خدا اور بندے کی
رضا باہم مربوط ہے۔

جسم اور روح کی حقیقت:

خدا کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے تزکیہ
نفس اور تصفیہ باطن مرکزی اہمیت کے حامل ہیں اور ان
تصورات کو سمجھنے کے لیے انسانی جسم اور روح کی حیثیت کو سمجھنا
بہت ضروری ہے۔ جسم اور روح کی حقیقت کا تعین اس کتاب
کے باب چہارم میں کیا گیا ہے:

بات کو سمجھنے کے لیے حضرت جنید بغدادی کا قول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ: ”چالیس سال سے بہشت کو میرے سامنے پوری آرائش کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، لیکن میں رغبت سے ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالتا اور تیس سال سے میں اپنا دل کھو چکا ہوں اور نہیں چاہتا کہ مجھے واپس ملے۔“

رمضان الکریم میں حضور ﷺ اور اکابرین

اسلاف کے معمولات:

حضور ﷺ کے احوال بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان ان کی روشنی میں اپنے عمل کی اصلاح کر سکے اور اپنی زندگی کو آپ ﷺ کے اسوہ کے سانچے میں ڈھال سکے یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فلسفہ صوم کے باب ۶ اور ۷ میں حضور ﷺ اور اکابرین کے معمولات رمضان بیان کیے ہیں، تاکہ ہم ان سے رہنمائی لے کر ان کو اپنے معمولات کا حصہ بنا سکیں۔

رمضان المبارک میں حضور ﷺ کے معمولات عبادت و ریاضت میں عام دنوں کی نسبت کافی اضافہ ہو جاتا۔ حضور ﷺ رمضان المبارک سے اتنی محبت فرماتے تھے کہ اس کے پانے کی دعا اکثر کیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کا اہتمام ماہ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت سے ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ ماہ رجب کے آغاز میں یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے:

اللهم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان. (مسند احمد بن حنبل)
اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان بابرکت بنا دے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔

آپ ﷺ کے دوسرے مبارک معمولات میں سے رمضان المبارک کی راتوں میں کثرتِ قیام، تراویح، ایک مرتبہ ختم قرآن، کثرتِ صدقہ و خیرات اور اعتکاف شامل ہیں۔ کچھ عرصہ قبل تک نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کے معمولات رمضان نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے تھے لیکن امتدادِ زمانہ سے وہ سب زوال پذیر ہو چکے ہیں اور عبادت کا جوش و خروش ماضی کا حصہ بن چکا ہے۔ جہاں زندگی

سائنس کی اصطلاح میں جسم کو مادہ اور روح کو توانائی (Energy) کا نام دے سکتے ہیں۔ عام سائنسی مشاہدہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ مادہ جس قدر کثیف ہوگا وہ اتنی ہی محدود جگہ پر محصور ہوگا اور جوں جوں وہ لطیف ہوتا جائے گا توں توں اس کا حصار بڑھتا چلا جائے گا اسی طرح روح اور توانائی میں بھی کثافت و لطافت کا فرق ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کے منہ میں پانی ہے اور آپ کھلی کی صورت میں باہر نکالیں گے تو اس کا فاصلہ اور پھیلاؤ محدود ہوگا، کیونکہ پانی مادہ ہونے کی بنا پر نسبتاً محدود جگہ پر محدود رہ سکتا ہے اس کے برعکس آپ کے منہ سے نکلنے والی آواز جو کہ توانائی کی ایک شکل ہے، دور تک جا رہی ہے۔

طبقات انسانی کے حوالے سے روزے کی اقسام:

معاشرے کے تمام افراد کا روزہ ایک ہی نوعیت کا نہیں ہوتا، بلکہ دینی اور روحانی مدارج اور مقامات کے لحاظ سے روزہ بھی اپنی نوعیت میں مختلف اقسام پر مشتمل ہے۔ فلسفہ صوم کے باب پنجم میں چار طبقات انسانی کے حوالے سے روزے کی چار اقسام ذکر کی گئی ہیں:

پہلا طبقہ عوام الناس پر مشتمل ہے، جو محض رسماً روزہ رکھتے ہیں۔ وہ روزے کے آداب و شرائط کا لحاظ نہیں رکھتے چنانچہ اکثر و بیشتر سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے ان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ دوسرا طبقہ خواص العام لوگوں کا ہے جو روزہ کے ساتھ ساتھ احکام خداوندی کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ روزہ سے ان میں تقویٰ کا جوہر پیدا ہو جاتا ہے۔

تیسرا طبقہ خواص الخاص لوگوں کا ہے، جن کی زندگیاں نہ صرف تقویٰ کے رنگ میں رنگی ہوتی ہیں بلکہ وہ اپنے نفس کی ساری خواہشات کو روند ڈالتے ہیں۔ حضرت بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی سے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ”روزہ مجاہدہ ہے“ پوچھا گیا مجاہدہ کیا ہے؟ تو فرمانے لگے: ”مجاہدہ یہ ہے کہ نفس جس چیز کی خواہش کرے اسے بیس سال تک پورا نہ کیا جائے۔“ خواص الخاص لوگوں کا روزہ دراصل مجاہدہ ہی ہوتا ہے۔

چوتھا طبقہ انص الخاص کا ہے، جن کو مقام مشاہدہ پر متمکن کیا گیا ہے۔ اس مقام پر اللہ کا بندہ سوائے ذات خداوندی کے ہر شے کو بھول جاتا ہے اور کچھ یاد نہیں رہتا اس

کے ہر شعبے میں جمود اور نحوست طاری ہو گئی ہے وہاں عبادات اور دینی معاملات میں بھی روحانی جوش اور انہماک و استغراق باقی نہیں رہا۔ ان ابواب میں حضور ﷺ اور اکابرین کے احوال ذکر کر کے امت مسلمہ کو احساس دلایا گیا ہے کہ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم اس ماہ مبارک کا حق کہاں تک ادا کر پاتے ہیں۔

رمضان المبارک میں اعتکاف اور شب

قدر کی اہمیت:

رمضان المبارک میں دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ اعتکاف غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ ایک دن کا کچھ حصہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ یہ معمول زندگی بھر ہونا چاہئے لیکن رمضان المبارک چونکہ خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے، اس لیے اس ماہ میں خلوت نشینی کے تصور کو باقاعدہ ضابطے کے تحت اعتکاف کی صورت میں متعین کر دیا گیا ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان چند روز کے لیے علاقہ دنیوی سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو جائے۔ ایک محدود مدت کے لیے خلوت گزریں ہو کر اللہ کے ساتھ اپنے تعلق بندگی کی تجدید کر لے۔ اپنے من کو آلائش نفسانی سے علیحدہ کر کے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کر لے۔ مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے خالق کی طرف لو لگا لے ان کیفیات سے بہرہ ور ہو کر جب انسان دنیا و مافیہا سے کٹ کر صرف اپنے خالق و مالک کے ساتھ لو لگا لیتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سالوں کی عبادت اور محنت و ریاضت پر بھاری قرار پاتے ہیں۔ فلسفہ صوم کے باب وہم میں اعتکاف کی حقیقت اور اسکے فضائل و مسائل کو جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اعتکاف کے ساتھ ساتھ ذہن میں شب قدر کا تصور ابھرتا ہے۔ رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے، جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت والی رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے اسکی فضیلت کے بارے میں باب وہم میں شیخ

الاسلام نے درج ذیل حدیث مبارک نقل کی ہے۔
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه. (صحيح البخارى)

جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان هذا اشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرا الا حرم الخير. (ابن ماجه)

یہ جو ماہ تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو۔

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے، جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لیے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لیے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔

فلسفہ صوم کے باب یازدہم میں لیلۃ القدر کے بارے میں کئی جامع اور مستند معلومات اور روایات ذکر کی گئی ہیں۔ الغرض کہ یہ کتاب ”فلسفہ صوم“ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی نادر اور نایاب کتب میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب روزے کی اصل مقصدیت اور حکمت و فلسفہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے اس کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ قاری کے اندر جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے، کہ وہ اس فرض عبادت کو اس کی اصل روح اور مقصدیت کے ساتھ ادا کرے۔ اگر قارئین روزے کے حقیقی مفہوم سے آشنا ہونا چاہتے ہیں تو بالضرور اس کتاب سے استفادہ کریں۔

☆☆☆☆☆

معمولات و وظائف رمضان

روزہ کی حکمتیں، روزہ کے طبی فوائد، روزہ روح کی غذا

مترتب: ادیب شہزادی

درد شریف، استغفار، کلمہ طیبہ

(مقدمہ شریف: سپین)

﴿معمولات و وظائف رمضان﴾

از: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

﴿روزے کے طبی فوائد﴾

- ☆ پٹھوں میں مضبوطی اور کولیسٹرول لیول گرتا ہے۔
- ☆ جگر کے بہتر ہونے کی وجہ سے مدافعتی نظام کو تقویت ملتی ہے۔
- ☆ روزہ دل کی بیماریوں میں فائدہ مند ہے۔
- ☆ خون کی کمی کو صحت بخش غذا کے استعمال سے پورا کیا جاتا ہے۔
- ☆ دوران خون میں توازن ہوتا ہے جس کی وجہ سے اعصابی نظام صحت مند ہوتا ہے۔
- ☆ معدے میں تیزابیت نہ ہونے کی وجہ سے نظام انہضام درست طریقے سے کام کرتا ہے۔
- ☆ خون اور یورین کی مقدار اور نائٹروجن معمول کی حدود میں رہتا ہے۔
- ☆ روزہ کینسر اور شریانوں کی بیماری کے آگے ڈھال ہے۔
- ☆ انسانی جلد مضبوط اور اس میں جھریاں کم ہوجاتی ہیں۔
- ☆ سر کے بالوں اور ناخنوں پر روزے کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(نورالعین فاطمہ)

- ۱- نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔
- ۲- نماز تراویح پوری باجماعت ادا کریں۔
- ۳- سحری کھانے سے پہلے نماز تہجد ادا کریں اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعات ہیں۔
- ۴- حتی الامکان فضائل و برکات والی دیگر نقلی نمازیں ادا کریں۔
- ☆ نماز اشراق: اس کا وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ بعد شروع ہوتا ہے اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۶ رکعات ہیں۔
- ☆ نماز چاشت: اس کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہونے پر ہوتا ہے جب طلوع آفتاب اور آغاز ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لیے افضل وقت ہے اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔
- ☆ نماز اوابین: یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے، جو کم از کم دو طویل رکعات یا چھ مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ ۲۰ رکعات پر مشتمل ہے۔
- ۵- روازنہ خشوع و خضوع اور تفکر اور تدبیر کے ساتھ قرآن حکیم مع ترجمہ ”عرفان القرآن“ کی تلاوت کریں۔
- ۶- درج ذیل وظائف روزانہ ایک ایک ہزار مرتبہ پڑھیں:

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام

5 روزہ تنظیمی و تربیتی کیمپ کا انعقاد

سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، پنجاب سے سینکڑوں خواتین عہدیداروں کی شرکت

متوازن اجزائے ترکیبی کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ پھر اس کی روحانی بالیدگی کے لیے انبیاء مبعوث فرمائے اس سلسلے کی آخری ہستی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن دعوت دین جاری رہے گی مزید انہوں نے کہا کہ دور حاضر کی تجدیدی تحریک منہاج القرآن ہے جس کی گواہی اس کی فکری و عملی سرگرمیاں ہیں۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تربیتی سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام دین فطرت ہے دیگر تہذیبوں کی بنیاد مفاد اور جذبات پر مبنی ہے جبکہ اسلام کی بنیاد اخلاص اور حکمت پر قائم ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی کے لیے قرآن و سنت کا براہ راست مطالعہ کیا جائے جس کے لیے خواتین حصول علم پر خصوصی توجہ مرکوز کریں۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے خواتین کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی ہے اور اس حوالے سے محض پلان نہیں مرتب کئے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کے لیے باوقار ادارے بھی بنائے ہیں۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں جتنی پڑھی لکھی یا اسلام پسند اور محبت وطن خواتین اور بیٹیاں منہاج القرآن سے وابستہ ہیں کسی اور ادارے اور تحریک سے وابستہ نہیں ہیں۔

محترمہ فضہ حسین قادری نے تربیتی کیمپ میں خصوصی گفتگو کرتے ہوئے ویمن لیگ کی کارکردگی کو سراہا اور ویژن 2025ء کے اہداف کے حصول کے لیے رہنمائی دی۔ انہوں نے تنظیمی امور کی انجام دہی سے متعلق پوچھے گئے سوالات کے تفصیلی جوابات بھی دیئے۔

علاوہ ازیں مقررین میں محترمہ خرم نواز گنڈا پور نے تحریک منہاج القرآن کی سیاسی حکمت عملی، محترم علامہ غلام

کسی بھی کارکن کی زندگی کے لیے تنظیمی تربیت نہایت اہم ہوتی ہے جس سے وہ اپنے مقررہ اہداف تک پہنچنے کے لیے راستے کا تعین آسانی سے کر سکتا ہے اور یقیناً یہ قیادت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے کارکن کو فکر کے سانچے میں ڈھال کر اسے منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے راہنمائی فراہم کرے اسی مقصد کے تحت منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام مورخہ 11 تا 15 اپریل 2018ء 5 روزہ تربیتی و تنظیمی کیمپ کا انعقاد کیا گیا یہ کیمپ اپنی نوعیت کا منفرد کیمپ تھا کیونکہ اس میں تحریک منہاج القرآن کی جملہ قیادت نے خواتین کارکنان کی تربیت کے لیے خصوصی وقت فراہم کیا۔ اس کیمپ میں ملک بھر سے زول، ضلعی و تحصیل صدر و ناظمات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ٹیم نے اس کیمپ کو جدید بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے انتھک کوشش کیں۔ مذکورہ کیمپ چونکہ 5 روز پر مشتمل تھا لہذا اس میں لیکچرز کو مختلف سیشنز میں تقسیم کیا گیا تھا۔

تنظیمی و تربیتی کیمپ کا شیڈول:

پانچ روزہ کیمپ کا روزانہ آغاز اسمبلی سے کیا جاتا۔ اس کیمپ میں محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خصوصی شرکت کی اور خواتین کارکنان کی تربیت کے موثر لوازمات فراہم کئے جس کی انہیں ضرورت تھی۔ آپ نے لیڈر شپ صفات پر ساڑھے تین گھنٹے کا پر مغز لیکچر دیا اس کے علاوہ روزانہ مختلف موضوعات کے ذریعے کارکنان کی موثر تربیت کی۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے تربیتی کیمپ میں تحریک منہاج القرآن تجدیدی تحریک کے عنوان سے خصوصی خطاب کیا اپنی گفتگو میں ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو

بنائے گئے لٹریچر کی تقریب رونمائی بھی تھی۔
اس کیپ کے بے مثال انعقاد پر تنظیمات نے اپنے
جذبات کا اظہار کیا۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ محترمہ نسرین مصطفوی:

ٹریڈنگ ورکشاپ اپنی نوعیت کی انفرادی ورکشاپ
تھی یہ روحانی تعمیر شخصیت، لیڈر شپ اور ٹائم مینجمنٹ کے
حوالے سے کئی جہت پر مبنی تھی یہ ایک طرح سے چھوٹا اعتراف
تھا۔ مجھے بحیثیت فرد، کارکن اور لیڈر اس ورکشاپ سے بہت
کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ یہ ورکشاپ سو فیصد کامیاب رہی اور میں
اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میں اس میں شریک ہوئی اور بہت
کچھ اس ورکشاپ سے سیکھا۔

۲۔ تسبیح شفیق:

بلاشبہ یہ اپنی نوعیت کا بے مثال کیپ ہے۔ یہاں
آنے سے قبل ہمیں اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں تھا۔ پوری
مرکزی ٹیم کی انتھک کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ اس کیپ سے ہم
نے جو کچھ سیکھا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس پر عمل
پہرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، محترمہ فضا
حسین قادری نے لیکچر دیئے جو ہمیں شیخ الاسلام کے پرتو نظر
آئے اور شیخ الاسلام ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم نے جو کچھ
سیکھا ہے قوم کی بیٹیوں میں منتقل کرنے کی کوشش کریں۔

۳۔ نسرین اختر۔ گوجرانوالہ:

یہ ایک ایسی ورکشاپ تھی جس نے لوہے کو
کندن بنا دیا ہے۔ تمام لیکچر نہایت اہمیت کے حامل تھے۔
مجھے یقین ہے کہ تمام تنظیمات کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا
اور وہ آئندہ اچھے نتائج مرکز کو دیں گی۔ اس ورکشاپ کی
آج کے دور میں بہت ضرورت تھی۔ اس ورکشاپ نے
ہماری توقع سے بڑھ کر ہمیں متاثر کیا ہے۔ اللہ رب العزت
مرکزی ٹیم کو سلامت رکھے ایسی ورکشاپ ہوتی رہنی چاہئے
تاکہ کام میں بہتری آتی رہے۔ ☆☆☆☆☆

مرضی علوی نے تنظیمات کو ”تنظیمی زندگی میں تربیت کی ضرورت و
اہمیت“، محترمہ سعید رضا بغدادی نے قرآن پڑھنے کے اصول و
ضوابط، محترمہ افغان باہر نے دعوتی استحکام۔ جبکہ ڈائریکٹر ایڈمن محترم
جواد حامد نے ساتھ ماڈل ٹاؤن کیس پر بریفنگ دی۔ اس کے علاوہ
دبیر لیگ کی مختلف نظاموں کے تعارف بھی پیش کئے گئے جس
میں محترمہ لبنی مشتاق نے ہدایہ پراجیکٹ محترمہ ثناء وحید نے
Voice، محترمہ زینب ارشد نے MSM کا تعارف پیش کیا۔

شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب:

مورخہ 14 اپریل 2018ء شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد
طاہر القادری نے تربیتی کیپ میں شریک خواتین سے خصوصی
خطاب میں فرمایا کہ مشن پر کاربند رہتے ہوئے اہداف کے سو فیصد
حصول کیلئے فرد اور تنظیم کے مابین احترام پر مبنی رشتہ استوار کرنا ناگزیر
ہے اور اچھے تعلقات ولایت کا بیج ہیں۔ حقوق العباد کی اہمیت بیان
کی (یہ خطاب آئندہ شمارے میں مکمل شائع کیا جائے گا)۔

کیپ میں خواتین کارکنان کے لیے محترمہ ڈاکٹر
غزالہ حسن قادری اور محترمہ فضا حسین قادری کے ساتھ خصوصی
ڈنر کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں انہوں نے ہر خاتون سے نہ
صرف ملاقات کی بلکہ ان کی گراں قدر کاوشوں کو بھی سراہا۔ اس
موقع پر منہاج القرآن دبیر لیگ کی مرکزی ٹیم کو ایوارڈز بھی
دیئے گئے جن میں محترمہ افغان باہر، عائشہ مبشر، ارشاد اقبال،
میمونہ شفاعت، لبنی مشتاق، ام حبیبہ، ثناء وحید، زینب ارشد، ام
حبیبہ (ناظمہ منہاجینز)، ایمن یوسف، سعدیہ احمد شامل تھیں۔

کیپ کے آخری روز منہاج القرآن دبیر لیگ
کی ایگزیکٹو باڈی ”دبیر پارلیمنٹ“ کا بھی افتتاح کیا گیا
جس میں شامل تقریباً 500 خواتین عہدیداران سے محترم
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے حلف لیا اور مبارکباد پیش
کی۔ بعد ازاں محترمہ بریگیڈیئر (ر) اقبال گروپ ہیڈ منہاج
دبیر لیگ نے اختتامی کلمات بیان کئے۔

اس کیپ کی ایک اور انفرادیت دبیر لیگ کی
جانب سے وژن 2025ء کے اہداف کے حصول کے لیے



Minhaj-ul-Quran International attended and actively participated in the 62nd Commission on the Status of Women organized by the UN Women at the United Nations Headquarters in New York, USA. MQI has special consultative status within the UN since 2011 and is continuously invited to UN meetings and conferences around the world, including North America and Europe. MQI North America representatives, Sister Safyah A. Malik, member of the Social Media Coordination Council of MQI and President of MYL Sisters in Canada, and Sister Aisha Ahmed, executive member of MYL Sisters Canada attended the UN conference on behalf of Minhaj-ul-Quran International from Monday 12th March to Friday 16th March 2018. The opening ceremony of the conference was held at the UN General Assembly Hall.

The representatives of Minhaj-ul-Quran International attended the following 11 official UN conference events throughout the week. They networked and spoke about the work of MQI and Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri with a variety of diverse change makers and dignitaries from around the world at:

Various sessions attended by MQI representatives were:

1. Session by dignitaries of Malawi

PARTNERSHIPS BETWEEN GOVERNMENTS AND CSOS IN HARNESSING DEMOGRAPHIC DIVIDENDS THROUGH EMPOWERING YOUNG WOMEN AND GIRLS: "YOUNG WOMEN STAND-UP BE COUNTED"

2. Session by Government of United Kingdom of Great Britain and Northern Ireland

Title: CELEBRATING AND ADVANCING WOMEN'S POLITICAL PARTICIPATION

3. Session by NGO CSW, hosted by Director of Civil Society, UN Women

Title: INFORMAL NGO MORNING BRIEFING

4. Session by Inter-Parliamentary Union
Title: PARLIAMENTARY MEETING AT THE 62ND SESSION OF THE COMMISSION ON THE STATUS OF WOMEN: PARLIAMENTS DELIVER FOR RURAL WOMEN AND GIRLS
5. Session by UN WOMEN
Title: TOWN HALL MEETING WITH THE SECRETARY-GENERAL AND CIVIL SOCIETY ON THE MARGINS OF THE CSW
6. Session by NGO CSW, hosted by Ambassador Geraldine Byrne Nason (Permanent Mission of Ireland to the United Nations, New York)
Title: INFORMAL NGO MORNING BRIEFING
7. Session by Inter-Parliamentary Union
Title: VIOLENCE AGAINST WOMEN IN POLITICS
8. Session by The Government of Japan
Title: PREVENTING VIOLENT EXTREMISM THROUGH WOMEN'S EMPOWERMENT AT THE COMMUNITY LEVEL: LESSONS LEARNED THROUGH PEACE AND SECURITY PROGRAMMING
9. Session by NGO CSW hosted by Executive Director of UN Women and Under-Secretary-General of the United Nations, Ms Phumzile Mlambo-ngcuka
Title: INFORMAL NGO MORNING BRIEFING
10. Session by UN Women, The UN Global Compact and UN Office of Partnership
Title: 2018 WOMEN'S EMPOWERMENT PRINCIPLES FORUM
11. Session by The Government of Finland, UN Women, United Nations Support Mission in Libya (UNSMIL)
Title: INCLUSIVE PEACEBUILDING: GENDER PERSPECTIVES FROM AND ON LIBYA

During the above events, different dignitaries were personally introduced to the extensive work of Minhaj-ul-Quran International and Huzoor Sayyidi Shaykh-ul-Islam Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri. They were also gifted books written by Shaykh-ul-Islam and engaged with the MQI representatives with growing interest regarding the ongoing projects and work of MQI:

MQI Representative, Safyah A. Malik speaking in the informal NGO briefing with Ms Phumzile Mlambo-Ngcuka, Executive Director, United Nations Entity for Gender Equality and the Empowerment of Women, Under-Secretary-General for the UN. (Pictured above)

In the Informal NGO Briefing hosted by the Executive Director of UN Women, Under-Secretary-General at the UN Ms. Phumzile Mlambo-Ngcuka, all the

participating NGOs were asked to present questions relating to each NGOs field of work, the discussion was based on how the UN can help in terms of women around the world who are being abused. Minhaj-ul-Quran was the only NGO at the UN who was representing Muslim women living in the West. The issue of young women in the West who are abused, oppressed and brainwashed into becoming "Jihadi Brides" was discussed and how the terrorist organizations around the world wrongfully used international policies to influence and try to justify their views to the vulnerable Muslims in the West. The question was posed on how the UN were working on improving policies around the world that are reinforcing violence against women and children around the world. The extensive peace-building projects of Minhaj-ul-Quran International and Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri were explained on the floor of the UN meeting, including the 600-page Fatwa by Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri. Sister Safyah explained MQI's ongoing work, both in the West and the Muslim countries, to provide strong evidences against the terrorist organizations, and the importance of presenting the counter-narrative of the terrorist ideology.

Below is a list of dignitaries who also spoke to the MQI representatives and were interested in the work, vision and ongoing projects of Minhaj-ul-Quran International and Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri:

1. Guadalupe Marengo, Deputy Director - Head of Global Human Rights Defenders Team, Amnesty International (LONDON, UK)
2. Aaron Holz, Senior Policy Adviser: Human Rights and Gender Equality, United Kingdom Mission to the UN, New York. (USA)
3. Jannicke Graatrud, Chief of Staff, Norwegian Ministry of Foreign Affairs, Government of Norway (NORWAY)
4. Lynn Maher, Programme Action Chair, Scotland South Region, Soroptimist International Great Britain & Ireland (SCOTLAND)
5. Gerry Kelly, First Secretary Permanent Mission of Ireland to the UN (USA)
6. Clara Cheptoo, Chief Officer, Gender, Culture & Social Services, County Government of Bomet, Kenya (KENYA)
7. Sara Ahmad, National Council of Women of Great Britain (NOTTINGHAM, UK)
8. Adrienne J. Sumler, EPIC Network headed by the Bishop of France (FRANCE)

☆☆☆☆☆

MQI at the United Nations CSW Conference 2018



کیمپ میں شریک تنظیمات کا ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کے ساتھ خصوصی عشائیہ



منہاج القرآن ویمن لیگ کی ایگزیکٹو باڈی ”ویمن پارلیمنٹ“ کی تقریب حلف برداری



M o n t h l y

DUKHTARAN-E-ISLAM

MAY-2018
L A H O R E

Regd CPL No.45

ترکیبہ نفس، فہم دین، اصلاح احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی

جامع مسجد المنہاج

بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور

شہر اعتکاف

27 واں سالانہ



زیر صلیب:

سید السادات شیخ المشائخ قدوة الاولیاء
سیدنا طاہر محمد القادری
القادری اکیڈمی البغدادی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں اعتکاف کریں

فقہی نشستیں، تربیتی حلقے، محافل قرأت و نعت، مجالس ذکر، خصوصی وظائف

خصوصی شرکت ✦ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ✦ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

خواتین کے لیے الگ اعتکاف گاہ کا انتظام

7 رمضان المبارک تک رجسٹریشن فیس -/2000 روپے ہے۔ 7 رمضان المبارک تا 15 رمضان المبارک

رجسٹریشن فیس -/2500 روپے ہے۔ 15 رمضان المبارک کے بعد رجسٹریشن نہیں کی جائے گی۔

Tel: 042-111-140-140

042-35163843

Cell: 0333-4244365

0315-3653651

منجانب: نظامت اجتماعات تحریک منہاج القرآن

TahirulQadri f TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com